# بزمِ خیال

مرتبہ

سید نثار حیدر زیدی بی اے ڈپٹی کلکٹر اٹاوہ

# بزمِ خیال

یعنی

## مجموعہ غزلیات مشاعرہ

منعقدہ ۱۹، ۲۰ جون سنہ ۱۹۳۶ء

بمقام ایٹہ

طرح ۱۹ جون۔ ہمہ تن دیدہ ہیں تجھکو سراپا دیکھیں

طرح ۲۰ جون۔ خم سے شیشہ میں گئی شیشے سے پیمانے میں

مرتبہ

سید نثار حیدر زیدی بی اے ڈپٹی کلکٹر و نائب صدر

(مطبوعہ ڈسٹرکٹ گزٹ پریس ایٹہ)

# فہرست مضامین



# فہرست تصاویر عکسی



جے اے فورتھم اسکوائر آئی سی ایس
پیٹرن بزم مشاعرہ

# پیش نامہ

اس سے پہلے کہ مشاعرۂ آینہ کے دلنشیں نغمات نشاطِ نظرِ فردوسِ سماعت بنیں میں بطور رودادِ مشاعرہ یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ ہمارے مشاعروں کا اصولی مفاد کیا ہے اور آینہ کا حصّہ اس میں کس نوعیت سے ہے؟

آج جبکہ ملکی زبان کا مسئلہ ہندوستان کا ایک اجتماعی مسئلہ بن گیا ہے ہمیں یہ ثابت کرنے کی ضرورت ہے کہ اردو زبان ہی ہندوستان کی مشترکہ زبان ہے اور اس میں تاریخ لٹریچر (ادب) کا ایسا سرمایہ جمع ہو گیا ہے جو ایک مشترکہ زبان کا لازمہ ضروری ہے

اردو ادب کے تحفظ و بقا کے لئے جہاں اور ذرایع ہیں وہاں ایک ذریعہ یہ بھی ہے کہ اردو شاعری کو اپنے جدید و قدیم پیرایۂ بیان اور اسالیب کے ساتھ قایم و باقی رکھا جائے۔ اس تحفظ کا بہترین خوشگوار ذریعہ ہمارے مشاعرے ہیں، جہاں اہلِ فن اور ماہرینِ زبان ایک جگہ جمع ہو کر اپنی ذہنی پیداوار کی نمایش کرتے ہیں اور تبادلۂ افکار سے اردو کے خزانہ میں اضافہ کرتے رہتے ہیں۔

ہر زبان کے محاورات اور روزمرہ کو محفوظ رکھنے کا ذریعہ ہر زبان کا ادب ہوتا ہے۔ اردو شاعری اردو ادب کا بہترین ذریعۂ تحفظ ہے۔ لہٰذا اردو شاعری کا تحفظ ہی ادب اردو کا تحفظ ہے۔ اور مشاعروں کا رواج اس تحفظ میں استحکام و استقلال کا باعث۔ مشاعروں سے زیادہ اظہار خیال کا کہیں اور کہیں اجتماعی موقع نہیں مل سکتا۔

اردو کو مٹانے اور اس کے رواج کو روکنے کی جو حریفانہ کوششیں دوسری زبانیں کر رہی ہیں اس سے میری طرح آپ بھی واقف ہیں لیکن اردو زبان اپنی جامعیت، لوچ اور لچک کے ساتھ اب ہندوستان میں اس قدر مقبول ہو چکی ہے کہ اس کا مٹانا یا اس کے رواج کو روک دینا ناممکن ہے اردو زبان اپنی تمام قوتوں اور لطافتوں کے ساتھ ملک کی مشترک زبان بننے کی صلاحیت رکھتی ہے اور اس خصوص میں سب سے زیادہ احسان ہمارے شعرا کا ہے جو اس کی ترویج کو اپنے دل کشا نغموں سے قابل قبول بنانے میں برابر کوشش فرما رہے ہیں۔

ایٹہ ایک ایسا مقام ہے جہاں نہ ریلوے اسٹیشن ہے نہ تمدّن و تہذیب کے ارتقا کے آثار ہیں۔ متمدّن اور ترقی یافتہ شہروں سے الگ آیٹہ ایک ایسا کورِ دہ ہے کہ لسانی و عمرانی ترقیوں کے راستے چاروں طرف سے بند ہیں مگر پھر بھی یہ ایک ایسی جگہ ہے جس کی اہمیت و مرکزیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کئی تحصیلوں کے الحاق نے ایٹہ کی انتظامی حیثیت کو نمایاں طور پر مستحکم کر دیا ہے۔ مگر مذاق سلیم کا قحط ہے۔ اگر مارہرہ کی ہمسایگی میسر نہ آتی تو ایٹہ کا درجہ ادبی و لسانی اعتبار سے آج کچھ بھی نہ ہوتا۔ یہ صرف مارہرہ کا تصرف تھا کہ ایٹہ میں بھی شعر و شاعری کا نام کبھی کبھی سننے میں آجاتا تھا۔

بالآخر سید کاظم رضا صاحب سپرنٹنڈنٹ پولس ایٹہ نے ۱۹۳۰ء میں یہاں بھی مشاعروں کی بنیاد ڈالی۔ انکی مساعی کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایٹہ میں مشاعرہ قائم ہوگیا اور جہاں پہلے کبھی ادب اردو کا نام بھی نہ لیا جاتا تھا وہاں اہل زبان غزلخواں نظر آنے لگے۔

دوسرا مشاعرہ ۱۹۳۳ء میں ہوا جس میں خان بہادر نواب مرزا محمد حسین علیخاں

کلکٹر ایٹہ نے کافی دلچسپی اور ہمدردی کا ثبوت دیا۔

یہ تیسرا مشاعرہ ہے جو جون ۱۹۳۶ء میں منعقد ہوا ہے۔ اس مشاعرہ کی سرپرستی بھی حسب روایات قدیم ایٹہ کے ہر دلعزیز کلکٹر مسٹر جے۔ اے۔ فورڈہم نے فرمائی اور مسٹر جی۔ اے۔ نقوی سپرنٹنڈنٹ پولس ایٹہ نے اس کی صدارت منظور فرما کر اپنے ادبی ذوق کا کافی سے زیادہ ثبوت دیا۔ یہ مشاعرہ دو نشستوں میں جو رات رات بھر کی تھیں منقسم ہوا۔ جناب نقوی کی دلچسپی اور شغف کا اس سے زیادہ کیا ثبوت ہوگا کہ وہ دونوں راتوں کو از اول تا آخر مسلسل رونق افروز رہے اسی طرح سید نثار حیدر زیدی صاحب ڈپٹی کلکٹر ایٹہ نے جو اس مشاعرہ کے نائب صدر تھے اپنی بروایتی ادب نوازی اور خوش انتظامی سے ایک کبھی نہ بھولنے والا ریکارڈ قایم کر دیا۔ ایٹہ کے اس تیسرے مشاعرہ کی کامیابی کا دار مدار فی الحقیقت انہیں حضرات پر ہے۔ مہمانوں کی آسایش و آرام کا انتظام زیدی صاحب نے اس کشادہ دلی اور اکملیت سے فرمایا کہ وہ اس مشاعرہ کی یاد کیساتھ یاد رہے گا۔

اس مشاعرہ میں مشاہیر شعرائے ملک کو دعوت دی گئی تھی چنانچہ حضرت ثاقب لکھنوی، مولانا سیماب اکبرآبادی، حضرت بیباک شاہجہان پوری جناب جگر مرادآبادی، جناب قمر بدایونی، جناب احسن مارہروی، جناب دلگیر مارہروی، حضرت طپش مارہروی جیسے صفِ اوّل کے شعرا نے ہمارے مشاعرہ کو زینت بخشی اور ہمیں ممنونیت کا موقع دیا۔ ان کے علاوہ ملک کے مشہور شعرا میں سے جناب گوہر لکھنوی، جناب قدیر لکھنوی، جناب شفیق جونپوری، جناب رضی بدایونی، جناب ابر گنوری، جناب مفتوں رامپوری وغیرہ حضرات قابلِ ذکر ہیں جن کی غزل سرائی نے مشاعرے میں ایک روحانی کیفیت پیدا کر دی۔ بعض مشاہیر شعرا باوجود وعدہ تشریف نہ لاسکے، جس کی بڑی وجہ راستہ کی دشواریوں کا خیال تھا۔ اگر ایٹہ ریلوے اسٹیشن ہوتا تو یقیناً اس اجتماع میں کافی اضافہ ہو جاتا۔ مگر افسوس کہ ایسا نہیں ہے۔ ہم نے اپنے معزز مہمانوں کو ایک زبان ہو کر یہ کہتے سنا ہے کہ ایٹہ میں ریلوے اسٹیشن ضرور ہونا چاہیئے۔ لیکن ہم اس کے سوا اور کیا کر سکتے ہیں کہ ان متفقہ آوازوں کو ایٹہ

کے ذمہ دار اور فضا شناس حکام تک پہنچا کر نتیجہ کا انتظار کریں۔

ہمارا ارادہ ہے کہ ایٹہ میں ایک مستقل بزم سخن قایم کر کے اس سہ سالہ مشاعرہ کو سالانہ کر دیا جائے۔ اگر ہمارا یہ ارادہ پورا ہو سکا تو ہم ثابت کر سکیں گے کہ ایٹہ میں شعرا کے جذب و کشش کی کہانتک صلاحیت ہے اور اس قصبہ کو زبان و ادب کی ترویج کیلئے کہانتک مفید بنایا جا سکتا ہے۔

مشاعرہ کے نظم و نسق میں جن حضرات نے حصّہ لیا میں اُنکا شکریہ ادا کرنا بھی اپنا فرض سمجھتا ہوں خصوصاً جناب منشی نصیرالدین صاحب مختار اسسٹنٹ سکریٹری مشاعرہ، اقبال حسن صاحب، محمد شفیع صاحب قانونگو تحصیلدار صاحب کاسگنج جناب صمد نور خانصاحب نظامی وکیل، قاضی ہاشم علی صاحب وکیل وغیرہ نے عملی اعانت و ہمدردی سے میرا ہاتھ بٹا کر مجھے بیحد ممنون فرمایا۔ فجزاھم اللہ خیرالجزا۔

آخر میں، میں ایٹہ کے علم دوست کلکٹر اور علم و ادب سے دلچسپی رکھنے والے تمام حضرات کا ایکمرتبہ پھر شکریہ ادا کرتا ہوں مجھے امید ہے کہ آئندہ مشاعرہ اس سے بھی زیادہ ممتاز اور عظیم ہوگا اور ایٹہ کا یہ ادبی معیار اسی طرح روز افزوں ترقی کرتا رہیگا۔

مرزا اکرام حسین ایم اے، ایل ایل بی وکیل ایٹہ، سکریٹری مشاعرہ

ء

# خطبۂ صدارت

"فرمودہ جناب سید غضنفر علی صاحب نقوی ایس، پی، ایٹہ"

فخر و مباہات کے ساتھ ہم ناظرین کے سامنے خطبہ صدارت کو پیش کرتے ہیں جو ہمارے مشاعرہ کے قابل صدر کے افکار کا آئینہ ہے خطبہ میں اردو، اور اردو ادب پر جس دقت نظر اور امعان فکر سے تنقید کی گئی ہے اور جو قیمتی مشورے دئے گئے ہیں وہ ہمارے شکر و امتنان کی حدود سے بالاتر ہیں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس خطبہ کی ہر سطر ایک شعر منثور اور ہر شذرہ ایک نظریۂ ادبی ہے جو امید ہے کہ اختراع فائقہ کی حیثیت سے ہمارے ادب میں اضافہ خیز ثابت ہوگا۔

سید نثار حیدر زیدی۔ پی، سی، ایس

نائب صدر مشاعرہ و ڈپٹی کلکٹر ایٹہ
المرقوم ۲ فروری ۱۹۳۷ء

خطبۂ صدارت

معزز شرکا جلسہ،

آپ جس جلسہ کی اسوقت رونق ہیں اس کا نام "ادبی جلسہ" یا "مجلس ادب" ہو غالباً آپ حضرات ادب کے مفہوم و مقصد سے اچھی طرح واقف ہونگے مگر اسوقت بر سبیل تذکرہ اس کی تفصیل و تشریح غالباً بے محل نہ ہوگی۔

**ادب** | ادب ہر زبان کے اس حصّہ فائقہ کا نام ہے جو کسی زبان کے ارتقا اور تدریجی ترقی سے تعمیر و مرتب ہوتا ہے - ادب کا زبان سے وہی تعلق ہو جو پودے کی جڑ اور پھول سے ہوتا ہو جب کسی پودے کی جڑ مضبوط اور مستحکم ہو جاتی ہو تو اسکی شاخوں سے خاص رنگ کے پھول کھلتے ہیں اور وہی اس پودے کی نشو و نما کا حاصل ہوتے ہیں۔ ادب بھی زبان کا حاصل یا نتیجہ ہوتا ہو۔ ہر زبان میں ادب کا درجہ زبان سے نسبتاً بلند ہوتا ہے اور ادب ہی سے کسی زبان کی ہمہ گیری و دل نشینی کا صحیح پتہ چلتا ہے -

**ادب اُردو** | السنۂ مشرقیہ میں اُردو زبان تمام ہمسایہ زبانوں سے رفتہ رفتہ فائق ہو گئی ہے اس لئے اُس کا اُس درجہ پر پہنچ جانا ایک امر فطری ہو جہاں ادب کی نمود ہوتی ہے - اُردو کی یہ ایک خصوصیت ہے کہ اس میں ادب کے آثار آغاز تشکیل ہی سے پائے جاتے تھے۔ ظاہر ہے کہ وَلی دکھنی سے میر اکبر آبادی کے زمانہ تک اردو نامکمل تھی مگر اس میں ادب کی نشو و نما اُن زمانوں میں بھی ضرور پائی جاتی تھی۔ ادب اردو نے بھاشا اور ہندی کے خزانوں سے بہت کچھ بہرہ پایا ہو۔ مگر اس بہرہ مندی کے بعد وہ ایک ایسی خاص زبان بن گئی ہے جس کا مقابلہ آج ہندوستان کی کوئی زبان نہیں کر سکتی - ادب اردو میں جاذبیت کی صلاحیت بدرجۂ اتم موجود تھی۔ اسلئے عربی، فارسی، سنسکرت، ہندی اور بھاشا سے بہرہ مند ہونے کے بعد اس نے مغربی ادب کے انمول اور دلکش موتی بھی

اپنے خزانہ میں داخل کر لئے۔ اب اردو ادب کی موجودہ شان اسقدر ہمہ گیر ہے کہ اہمیں تمام متذکرہ صدر زبانوں کی حلاوت و لطافت ذاتی طور پر موجود ہے۔

آپ ان زبانوں کا بہتر سے بہتر شاہکار پڑھیئے اسکا جواب اُسی انداز میں ادب اردو آپ کو دے سکیگا، یہی ادب اردو کی ہمہ گیری اور اردو زبان کا کمال، جس سے آج کوئی حریف و مدعی بھی انکار نہیں کر سکتا۔ ادب اردو کی تشکیل و تاسیس کب ہوئی؟ یہ ایک سوالِ فضول ہے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اب اس کی حالت کذائی کیا ہے؟ اور اس نے اپنی ابتدائی منزلیں طے کرکے ادبیاتِ السنہ میں جو منصب فائقہ حاصل کیا ہے اسکی بلندی کا معیار کیا ہے؟

**نثر اور ادب اردو** اردو نثر کی عامیت و قبولیت دیکھتے ہوئے آج کون کہہ سکتا ہے کہ اردو کسی سے کم مایہ ہے۔ نثر میں اتنی اچھی تصانیف ہمارے سامنے موجود ہیں کہ ہم ان کا تجزیہ بھی مشکل سے کر سکتے ہیں۔ پھر خالص ادبی نثر کی بھی ہمارے یہاں کمی نہیں۔ ادبی لطائف سے ہندوستان کے موقت الشیوع رسائل بھرے پڑے ہوئے ہیں جن میں مقالات، پیغامات، جذبات، و احساسات اور واردات و خیالات کے بے پایاں دریا موجزن ہیں۔ اردو ادب لطیف نے ہماری اس تشنگی کو یقیناً سیراب کر دیا ہے جو بنگالی یا انگریزی لٹریچر نے ہماری طبیعت اور ہمارے ذوق میں پیدا کر دی تھی۔ آج ادب اردو

کے شہ پارے ہماری نگاہوں کے لئے رنگا رنگ اور متنوع لطافتیں فراہم کئے ہوئے ہیں اور ہمارے ذہن اُن سے برابر سرخوش و متمتع ہو رہے ہیں۔ علمی ادبی، تاریخی، سیاسی، اقتصادی، معاشرتی اور مذہبی کتابوں کی افراط بتا رہی ہے کہ اردو نثر میں تشریح مفہوم و مطالب کی قوتیں کس مضبوطی کیساتھ پیدا ہو چکی ہیں اور اردو زبان اظہار مفہوم میں کس قدر کامیاب ہے۔

تجارتی اذکار ہمارے ماحول سے خارج ہیں ورنہ میں آپکو بتاتا کہ آج اردو ہی ایک ایسی زبان ہے جو بین الاقوامی تجارتوں کے فروغ اور ترقی کا بھی باعث ہو رہی ہے۔

**شعر اور ادب اُردو** | ادب اردو کا نمایاں پہلو "نظم" ہے شعرا کی کثرت اور نظم و غزل کی فراوانیوں نے ادب اردو کو ایک مجسم گیت اور یکسر موسیقی بنا دیا ہے۔ ہمارے شعرا اور اُدبا جس آسانی سے شعر لکھ لیتے ہیں اور جس آسانی سے لطائف ادبی مرتب کر لیتے ہیں اس سے اردو زبان اور ادب اردو کے لوچ اور لچک کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ ادب و شعر میں باہم اس قدر ربط و امتزاج ہے کہ ادب ہی شعر ہے اور شعر ہی ادب ہے۔ جب اردو کی نثر میں بھی شاعری ہو سکتی ہے تو پھر اردو نظم کا تو کیا کہنا۔ اردو زبان میں تمام اصناف سخن پر بطور موزوں اظہار خیال کی گنجایش ہو۔ ہندی کے دوہے

اور چھند، لاؤنی اور خیال، ٹپہ اور ٹھمری۔ عربی کے قصائد اور تمام اصناف، فارسی طرز سخن کے تمام اصناف پر آج اردو میں موزوں خیالات کا اظہار بہ آسانی ممکن ہے۔ متداولہ بحر میں کوئی بحر ایسی نہیں جو اردو میں مستعمل نہ ہو۔ پھر ذرا یہ ادبی معجزہ تو دیکھئے کہ ہمارے شاعر سینکڑوں برس سے اردو میں فکر آزمائی کر رہے ہیں مگر ہنوز ان کے لئے نئے میدان پیدا ہوتے چلے جا رہے ہیں۔

**تغزل قدیم وجدید** | تغزل جو ادب اردو کی ایک روش قدیم ہے سالہا سال تک پامال ہونیکے بعد بھی نئی نئی روشوں سے ساعت نواز ہو رہا ہے۔ ایک ہی موضوع اور ایک ہی مقصد ہماری زبان میں ہزاروں طریقوں سے بیان کیا جاسکتا ہے۔ اور پھر بھی اسلوب و انداز بیان کیلئے گنجائشیں باقی نظر آتی ہیں قدیم تغزل کے پرستار اب بھی قدیم اسلوب کے ساتھ نئے نئے خیال منظوم فرما سکتے ہیں اور اس لطف و کیف کیساتھ کہ ان میں قدامت کا رنگ نمایاں نہیں ہوتا یہ ادب اردو کا معجزہ نہیں تو اور کیا ہے؟ شعر اور ادب کی مسلسل ترقیوں نے تغزل قدیم کو ایک نئی کروٹ بدلوا دی ہے۔ اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ ہمارے بعض مشاہیر ادب مشاعروں میں ایسی ایسی غزلیں پیش کرتے ہیں جن کی مثال ازمنۂ قدیم میں تلاش کرنے سے بھی نہیں ملتی۔

غزل میں درس و پیام اور فلسفۂ و حکمت کا اضافہ ہو گیا ہے اور یہ چیز اپنی

افادی برکات کے لحاظ سے بہت زیادہ قابل مبارکباد ہے۔ آثار و قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ غزل کا رنگِ جدید تغزلِ قدیم پر بہت جلد فتحیاب ہو کر اسے شکستِ فاش دینے والا ہے۔ اور ادب اردو کی ارتقائی قوتیں ہماری شاعری میں ایک انقلاب عظیم پیدا کرنیوالی ہیں۔

**نظم نویسی** | ہمارے دیکھتے دیکھتے ادب اردو میں نظم نویسی کا رواج اسقدر بڑھ گیا ہے کہ اب صرف غزل ذوقِ سماعت کا تکملہ نہیں کر سکتی تاہم جو لوگ غزل کو مٹا دینے کی فکر میں ہیں وہ کسی طرح شایانِ تائید نہیں ہیں۔ نظم اور غزل میں جو فرق ہے اس سے کوئی واقف نہیں ہے نظم مسلسل خیالات کا مظہر ہوتی ہے اور غزل کا ہر شعر ایک متنوع خیال کی جلوہ گاہ ہوتا ہے نظم سے جی الجھتا ہے اور غزل کے اشعار سے ہر لمحہ ایک نئی شگفتگی طبیعت میں پیدا ہوتی ہے اسلئے نظم نویسی کے رواج کو علی حالہٖ قایم و باقی رکھتے ہوئے غزل کو بھی زندہ رکھنا چاہیئے جو ادب اردو کی ایک نادر خصوصیت اور کیفیت مخصوص ہے۔ غزل اگر نہ رہیگی تو شاعرے بھی فنا ہو جائینگے اور شاعروں کی فنا اردو زبان کو نقصان پہنچانیکا سبب ہوگی۔ اسلئے ہماری رائے میں غزل کا زندہ رہنا بھی ضروری ہے۔

**موضوعاتِ جدید** | یہ تسلیم کرنا اعتراف شکست نہیں کہ اب یعنی اس ترقی علم و حکمت کے زمانے میں قدیم موضوعات تغزل سے ہمارے شعرا کو دستکش ہو جانا ہی اولیٰ تر ہے۔ قدیم موضوعات تغزل میں ایک کہنہ قسم کی تفریح کے سوا اور کچھ نہیں اسلئے جدید موضوعات دماغ سے پیدا کرنے اور انہیں پبلک کے سامنے پیش کرنیکی ضرورت ہے تاکہ ہمارا تعلیم یافتہ طبقہ شاعری کو محض تفریح خاطر سمجھکر اس سے نفرت و

احتجاج نہ کر سکے ۔ میرا مطلب یہ ہرگز نہیں ہے کہ غزل کے مقابلہ میں نظم کے رواج کو بالکل روک دیا جائے بلکہ میں چاہتا ہوں کہ مشاعرے اور مناظمے دونوں دوش بدوش صورت پذیر ہوں تا کہ زبان کے فادی وادبی دونوں پہلو روشن رہیں اور سامعین کو بجائے ایک فائدے کے دو فائدے پہنچیں ۔

**ہمارے مشاعرے** | مشاعرے جو عام طور پر مبتدی اور نومشق لوگوں کی شرکت کا ذریعہ ہوتے ہیں ہمارے مقصد ترویج ادب کو پورا نہیں کرتے ۔ ہم نے جو انتظام کیا ہے اسے دیکھ کر آپ پر واضح ہو گیا ہو گا کہ ہمارا مطمح نظر کیا ہے ؟ صرف منتہی اور مشہور شعرا کے اجتماع اور تبادلہ خیال سے ہمارے ادب میں ترقی ہو سکتی ہے ۔ اس لئے ہمارے مشاعروں کو ان بدعت سے پاک ہونا چاہیئے جو اب تک ان کے شریک حال رہی ہے ۔

ہمارے صوبہ میں ادبی مجالس کے انعقاد کا جو رسمی طریقہ مروّج ہے اس میں بہت سی تبدیلیوں کی ضرورت ہے ۔ مگر ہمیں اس کا اقرار کرنا پڑتا ہے کہ وہ تبدیلیاں زر کثیر صرف کرنے ہی سے ہو سکتی ہیں ۔ ترویج و احیائے ادب کے لئے اگر ہم اپنی بضاعت و بساط کے موافق روپیہ صرف کریں تو یہ ادب کی بڑی خدمت ہے ۔ لیکن ہمیں معلوم ہے کہ ہر جگہ ایسا نہیں ہوتا ۔ اور نہ ہو سکتا ہے اس کیلئے کشادہ دلی اور ایثار دوستی کی ضرورت ہے ۔ تاہم اس زمانہ میں جبکہ تفریحات اور تن آسانی کی ضرورتیں ہماری جیبیں خالی کر رہی ہیں اگر ہم اپنے سرمایہ کا معتدبہ حصہ ادب

اردو کی خدمت میں صرف کر دیں تو ہمیں اسکی قیمت ضرور مل سکتی ہے۔ ادب کا احیاء و قیام ہماری قومیت کا قیام و احیاء ہے۔ قومیت سے میری مراد فرقہ پرستی نہیں ہے بلکہ میں تمام ہندوستان کے رہنے والوں کو ایک قوم سمجھتا ہوں جسکا نام "ہندوستانی قوم" رکھا جاسکتا ہے۔ اردو چونکہ ہندوستانی زبان ہے اس لئے وہ ہر قوم کی مشترک زبان ہے اور اسکی خدمت گویا ہندوستانی قوم کی مشترک خدمت ہے۔ ادب اردو کی زندگی ہندوستان کی زندگی ہے اور ہندوستان کی زندگی کو قایم رکھنا گویا اپنی زندگی کو قایم رکھنا ہے۔ ہمارا فرضِ وطنیت یہی ہے کہ ہم دل کھول کر ادب اردو کی خدمت کریں اور اسکے بقاء و احیا کی کوششوں میں مصروف رہیں ہمیں اسکی فکر ہونا چاہیے کہ دوسری زبانیں بڑھتی چلی جارہی ہیں یا گھٹتی چلی جارہی ہیں۔ اظہار خیال کا ذریعہ صرف زبان ہے اسلئے ہندوستانیوں کو اظہار خیال میں جس زبان کا استعمال آسان ہوگا وہی زبان زیادہ استعمال کیجائیگی ہمیں دوسری زبانوں سے کوئی مطلب نہیں ہم تو صرف اردو زبان کی ترقی چاہتے ہیں صرف اسلئے کہ یہ ہندوستان کی سب سے آخری زبان ہے اور اسمیں ترقی و نشوونما کی گنجایش باقی ہے

**ادب اور عمرانی تہذیب**

حضرات!! ہندوستان اپنی گوناگوں ندرتوں کے ساتھ تمدن و عمرانیت کی ایک ایسی جولانگاہ ہے جسکا جواب دنیا کی کوئی اقلیم نہیں دیسکتی مختلف قوموں کی اجتماعی یکجائی نے ہندوستان کو ایک بوقلموں گلدستہ بنا دیا ہے جو روحانی خصوصیات دنیا کے مختلف ممالک کا سرمایہ امتیاز ہیں وہ یہاں قدم قدم پر موجود ہیں۔ انسانی جذبات کے مظاہرے، عشق و حسن کے مناظر، جو دوسرے حصص عالم میں شاذونادر دیکھنے میں آتے ہیں وہ یہاں ہر جگہ موجود ہیں۔ یہ وہ سرزمین ہے جہاں رشی، منی،

اولیاء اللہ، پیغمبر بھی مبعوث ہوئے اور جہاں نجد و ایران کی طرح عشق و حسن کے تاریخی افسانے بھی مرتب کیے گئے غرضکہ ہندوستان ان تمام قدرتوں اور خصوصیتوں کا مجموعہ ہے جو فرداً فرداً تمام عالم میں پائی جاتی ہیں ایک ایسے ملک کی تہذیب اور ایک ایسے ملک کا تمدن جسقدر بلند اور شگفتہ ہونا چاہیئے اسکے کہنے کی ضرورت نہیں۔ اس بلندی اور شگفتگی کا ضامن صرف ہمارا ادب ہو سکتا ہے۔ ادب ہی سے ہم اپنے عشق و محبت کے نغموں کو ساز و آہنگ وطن میں محفوظ کر سکتے ہیں۔ ادب ہی کے ذریعہ ہم اپنے رومان خیز یا عبرت انگیز حادثات وطنی کو بطور یادگار زندہ رکھ سکتے ہیں۔ ادب ہی ایک ایسا گراموفون ہے جس میں واقعات ملک آیندہ نسلوں کیلیئے بحفاظت باقی رکھے جا سکتے ہیں اور ادب ہی کے ذریعہ ہم اپنے خیالات و احساسات دوسری قوموں اور دوسرے ملکوں میں منتقل کر سکتے ہیں۔ ادب ہمارے ملک کا ایک سرمایۂ محفوظ ہے۔ ادب ہمارے ملک کی ایک صدائے موزوں ہے اور ادب ہی ہماری موجودہ اور آیندہ تہذیب کا آئینہ دار ہے۔ ہماری عمرانی آرائشگی تمامتر ذوقِ ادب پر موقوف ہے۔ ہمارے ذہن و دماغ اور ہماری طبیعتوں میں ادب جسقدر جاگزیں ہوگا ہم اتنے ہی مہذب بھی ہوتے جائینگے۔ اور ہماری معاشرت اتنی ہی بلند ہوتی جائیگی اسلئے ہمیں سیاست اور معاشرت سے زیادہ اپنے ادب کی حفاظت کرنی چاہیئے۔ ادب کا ذوق ہی ہماری تعلیمی ضروریات اور اخلاقی نشو و نما کا حامی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ بعض جاہل محض حضرات ذوقِ ادب و شعر کی برکت سے تعلیمیافتہ ہوگئے ہیں لہٰذا ادب کی طرف توجہ دینا ہی ہماری صحیح و پرسکون زندگی کا ذریعہ ہے۔ اور ہمیں تمام شعبہ ہائے حیات سے زیادہ اپنی زبان کے

ادب ہی کی طرف متوجہ رہنے کی ضرورت ہے۔

**درسِ حیات وپیامِ منزل** ہمیں ادبی مجلسوں میں اس لئے شریک ہونا چاہیئے کہ ہم وہاں بیٹھکر تفریح وآسودگی حاصل کریں یا شعراء کے اشعار سنکر اپنے جذبۂ تعیش کو ابھاریں بلکہ ہمیں اُس درس و پیام سے استفادہ کرنا چاہیئے جو صلائے ادب شعر میں مضمر ہے ہمیں ادبی رشحات سے تدبیر منزل کا درس لینا چاہیئے۔ نظم کا اثر نثر سے نسبتاً زیادہ ہوتا ہے ہمیں اس اثر سے اکتساب فیض کرنیکی ضرورت ہے،

مجھے امید ہے کہ میرا یہ حقیر خطبہ آپ حضرات کی علمی واخلاقی اور ذہنی وطبعی ترقی کا باعث ہوگا اور میں نے جو کچھ اسوقت کہا ہے آپ حضرات اس پر غور کرکے کسی خاص نتیجہ پر پہنچ سکیں گے

**شکریہ وخاتمہ** میں شکرگذار ہوں اُن اُدبائے عصر کا جنہوں نے مشاعروں میں خطبہ خوانی کو رواج دے کر خطبۂ صدارت اور مشاعرہ کو لازم وملزوم کردیا ہے۔ اس ذریعہ سے کم ازکم ہمیں اظہارِ خیال کا موقع مل گیا ہے اور ہم اس قابل ہوگئے ہیں کہ اپنی ادبی مجالس کی اہمیت کو روبراہ لاسکیں۔

میں آپ حضرات کا ممنون ہوں کہ آپ نے مجھے عزت صدارت عطا فرماکر آج کے جلسہ میں اظہارِ خیال کا موقع دیا اور مجھے امید ہے کہ بزم ادب ایٹہ کے آئندہ مشاعروں میں مجھسے زیادہ قابل وفاضل خطیب اپنے علمی وادبی خطبات سے آپ حضرات کو محظوظ و مستفید فرما سکیں گے۔ میں آپکی بزم کی ترقی کا دل سے آرزومند ہوں اور میری خدمات ہر وقت اس کے لئے وقف ہیں۔



سید نثار حیدر زیدی اسکوائر بی اے - پی سی ایس
نائب صدر بزم مشاعرہ

# بزمِ خیال

مجموعہ غزلیات مشاعرہ

# فہرست اسمائے گرامی شعرائے کرام

# گروپ مشاعرہ ایٹہ منعقدہ ۱۹ ر ۲۰ ر جون سنہ ۱۹۳۶ء

بائیں جانب سے

استادہ :- اصغر بین پوری - قمر بدایونی - مفتوں رامپوری - اختر اکبر آبادی - آشک مارہروی - نوشاہ مارہروی - آشک بدایونی - ...... - صدیق مارہروی ............ - خورشید رامپوری - انجم اکبر آبادی - ارشد بدایونی

کرسی نشین :- جگر مرادآبادی - بیباک شاہجہان پوری - ثاقب لکھنوی - مسٹر نقوی صدر - سید شاہد رزیدی نائب صدر - دلگیر مارہروی
احسن مارہروی - سیماب اکبر آبادی

فرش نشین صف اول - نضا بجنوری - ظہیر نہٹوری - جرار نہٹوری - عقیل نہٹوری - حفیظ فرخ آبادی - تسبل فرخ آبادی ..........

" " دوئم - رمضان نہٹوری - پیارے میاں نہٹوری ........... بادشاہ مارہروی ..........



۳

# کلامِ احسن

## جناب مولانا شاہ علی احسن صاحب احسن مارہروی

یوں تری جلوہ نمائی کا تماشا دیکھیں — اپنی آنکھوں سے ہم اٹھتا ہوا پردا دیکھیں

غنچہ و گل میں دھرا کیا ہے نہیں کیا دیکھیں — جبکہ تم کو ہمہ تن ہم چمن آرا دیکھیں

ایسے بیمارِ محبت کا خدا حافظ ہے — چارہ فرما جسے پوچھیں نہ مسیحا دیکھیں

اصل ہو پاس تو کیوں نقل رہے پیشِ نظر — تیرے ہوتے ہوئے تصویر تری کیا دیکھیں

کاش حاصل ہو ہمیں یہ شرفِ دید و شنید — تیری تقریر سنیں تجھ کو سراپا دیکھیں

کیا دکھائینگی اٹھتی ہوئی نظریں انکو — پاس بیٹھیں تو وہ کچھ حال ہمارا دیکھیں

جنکو ہو ذوقِ سماعت تری باتیں وہ سنیں — جنکی آنکھیں ہوں وہ تیرا رخِ زیبا دیکھیں

کسطرح ہوش سے بیہوش کوئی ہوتا ہے — اپنی صورت وہ دکھا کر یہ تماشا دیکھیں

تیری عظمت تو بڑی چیز ہے اہلِ نیاز — سر جھکا دیں جو ترا نقشِ کفِ پا دیکھیں

جلوہ کیوں عام کریں کیوں نہ وہ پردے میں چھپیں — کوئی جب دیکھنے والا ہی نہ اپنا دیکھیں

آئنہ پھینک کے خود نقش بدیوار بنیں — رنگ اگر وہ مری حیرانیٔ دل کا دیکھیں

ان کے دیدار کی حسرت ہے بہت ہمکو مگر — یہ تمنا ہے کہ تا حدِ تمنا دیکھیں

تم نہ آؤ گے دہ آئیگی جب ایسا ہی تو ہم — چھوڑ کر تم کو نہ کیوں موت کا رستا دیکھیں

ہو دمِ نزع مرا اُن سے یہ کہہ آئے کوئی — اب تو آ کر مری جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

نظرِ لطف و کرم اپنی اسی پر رکھیں
عاشقوں میں جسے احسن سے وہ اچھا دیکھیں

# گہر بارِ ابر

## حضرت ابر احسنی گنوری

جنکی خواہش ہے کہ ہم حاصلِ دنیا دیکھیں — وہ کبھی گورِ غریباں کی طرف جا دیکھیں

حسرتیں کہتی ہیں اُن کا رخِ زیبا دیکھیں — تابِ نظارہ نہ رکھتے ہوں تو پھر کیا دیکھیں

ہم کو منظور نہیں حُسنِ نظر کی توہین — دیکھکر انکی گلی سوئے جناں کیا دیکھیں

یاس و امید کے طوفان ہیں تا حدِ نظر — اب ڈبوتا ہے کہاں جوشِ تمنا دیکھیں

یہ دمِ نزع یہ چہرہ کا تغیر یہ ہراس — آپ بھی میری بدلتی ہوئی دنیا دیکھیں

ہے دو راہے میں عجب کشمکشِ اہلِ نظر — کعبہ دیکھیں کہ ترا نقشِ کفِ پا دیکھیں

ایسے ہی وقت میں گرتی ہے نظر پر بجلی
دیکھنے والے سنبھلکر ترا جلوا دیکھیں

بہہ چلے آخری آنسو بھی مری آنکھوں سے
وہ بھی ان ڈوبتے تاروں کا تماشا دیکھیں

ابر کے خانۂ تاریک میں آتے ہیں وہ آج
لوگ ظلمت میں مقدر کا چمکنا دیکھیں

## نغمات ارشدی

### جناب محمد محبوب حسن صاحب ارشدی خلف اکبر حضرت مولانا قمر بدایونی

جب یہ حالت ہے تو ہم انکی طرف کیا دیکھیں
خود ہی بیچین کریں خود ہی تماشا دیکھیں

پوچھتے کیا ہیں دم نزع کہ اب کیا دیکھیں
اپنے بیمار کی جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

غیر کیا زیست کی امید بھی ہمراہ نہ ہو
آپ بیمار غم ہجر کو تنہا دیکھیں

عارضی دید سے تسکین تو ممکن ہے مگر
طالب دید تمہیں دیکھکے پھر کیا دیکھیں

دیکھنا ہو جنہیں سنسان فضا کا منظر
میرے ارمانوں کی اجڑی ہوئی دنیا دیکھیں

سابقہ دہری مصیبت سے ہے پروانوں کو
خود جلیں بزم میں یا شمع کا جلنا دیکھیں

ترک دنیا تو ہے محدود نگاہی کی دلیل
ارشدی آئے ہیں دنیا میں تو دنیا دیکھیں

# جذباتِ اصغر

## جناب اصغر حسین صاحب اصغر مختار عدالت مین پوری

دیکھنے والے جو دنیا کے ہیں دنیا دیکھیں
ہم ہیں سرمستِ ازل تیرے سوا کیا دیکھیں

تو غم افزا ہے مہ عید تجھے کیا دیکھیں
عید ہو جائے جو وہ چاند سا چہرا دیکھیں

بڑھ گیا حد سے سوا صدمۂ شامِ ہجراں
اب یہ امید نہیں صبح کا تارا دیکھیں

اثر اتنا تو ہو اللہ مرے نالوں میں
وہ بھی دنیائے محبت کا تماشا دیکھیں

حائلِ وصل ہے اب صرف محبت اصغر
یہ بھی اُٹھ جائے تو ہم جلوۂ لیلیٰ دیکھیں

# لوحِ ازل

## جناب محمد راحت اللہ خانصاحب ازل شاہجہانپوری

ہم نظر بھر کے اُن آنکھوں کی طرف کیا دیکھیں
ہائے مجھے تجھکو بہ اندازِ تماشا دیکھیں

آپ کو کیا ہے غرض آپ کو مطلب کیا ہے
آپ کیوں جانبِ مایوسِ تمنا دیکھیں

کیوں نہ ہو جائیں فدا کیوں نہ کریں جان نثار
وہ پتنگے نہیں جو شمع کا جلنا دیکھیں

۷

# اوجِ اقبال

جناب سید اقبال حسن زیدی صاحب اقبالؔ بی اے (علیگ)

آئیں وہ میری عقیدت کا تماشا دیکھیں — اپنے ہر نقشِ قدم پر مرا سجدا دیکھیں

غیر کا نام بھی قانونِ وفا میں ہے حرام — اپنی آنکھوں سے کیوں اپنا ہی جلوا دیکھیں

کاش یوں بھی ہو کبھی جلوہ گہ ایمن میں — ہم تمہیں دیکھ کے آئیں ہمیں موسیٰ دیکھیں

نوک ہر خار پہ اک آبلہ ہے صورتِ گل — آئیں اربابِ گلستاں مرا صحرا دیکھیں

ابھی تکمیلِ بصیرت نہیں دیوانوں میں — ورنہ ہر ذرہ کی آغوش میں صحرا دیکھیں

بند ہیں کثرتِ انوار سے آنکھیں اقبالؔ

یہ جہاں عالمِ نیرنگ ہے کیا کیا دیکھیں

# سطوتِ بادشاہ

جناب سید بادشاہ حسین صاحب زیدی بادشاہؔ مارہروی

ہم اگر اپنی حقیقت کا تماشا دیکھیں — اک قطرے میں سمایا ہوا دریا دیکھیں

آپ دنیا پہ عنایت کی نظر رکھتے ہیں — ایک دن تو مری جانب بھی خدارا دیکھیں

دستِ گلچینِ ازل کی اسے قدرت سمجھیں　　چمنِ دہر میں جس پھول کو کھلتا دیکھیں

بادشہ کیوں نہ پڑھیں اپنی غزل بڑھ بڑھ کر

اپنے احباب کو جب حوصلہ افزا دیکھیں

# اضطرابِ بسملؔ

## جناب حکیم عبدالعلی خانصاحب بسملؔ فرخ آبادی

اس قدر دل کو ترے رنگ میں ڈوبا دیکھیں　　جس طرف آنکھ اٹھائیں ترا جلوا دیکھیں

دعوتِ جلوۂ یکرنگ نہ دے شوقِ نظر　　جسکو سو مرتبہ دیکھا اسے اب کیا دیکھیں

ہاتھ تک مے کو لگانے نہیں دیتا ساقی　　حکم ہے دور سے رنگینیٔ صہبا دیکھیں

تیرے سایہ میں ہوئے اتنے بڑے ہو یہ دعا　　نخلِ غم تجھکو سدا پھولتا پھلتا دیکھیں

اک ہمیں بار وہاں پائیں نہ اللہ اللہ　　تیرے کوچے سے گذرتی ہوئی دنیا دیکھیں

آہ جس دل میں جلی شمعِ تمنا برسوں　　اس میں اب غم کا گھٹا ٹوپ اندھیرا دیکھیں

کیا عجب جی اُٹھے بیمار بدلکر کروٹ　　اپنی نظروں کا وہ دیکر تو سہارا دیکھیں

ہم وہی ہیں جو وفا کر کے بھی دشمن ٹھیرے　　وہ کفن کھول کے اب منہ نہ ہمارا دیکھیں

چشمِ تر آج لگی دل کی بجھانی ہو گی — بات تو جب ہے کہ ہر اشک کو دریا دیکھیں

چار تنکوں کی لگی آگ نہ دنیا سے بجھے — آشیاں خاک ہوا اور رُوگ تماشا دیکھیں

ہمکو وہ طالعِ بیدار ملا ہے بسمل

آنکھ کھلجائے اگر خوابِ تمنّا دیکھیں

## کلام بیباک

حضرت شاہ سید حسین احمد صاحب بیباک شاہجہانپوری تلمیذ حضرت داغ مرحوم

دل کو دیکھیں نہ مرے دل کی تمنّا دیکھیں — دم بھر اس آئینہ میں اپنا وہ جلوا دیکھیں

یہ بھی کیا جور ہے ایسی بھی ہو کیا بیدردی — اب تو حالِ دلِ بیتاب سُنیں یا دیکھیں

تیغِ آئینۂ جلاد ہے رُخِ آئینہ — کیوں نہ ہم اپنے تڑپنے کا تماشا دیکھیں

کی ہے کیا بیخودیِ شوق نے مٹی برباد — اب کہاں ہم کہ ترا جلوۂ زیبا دیکھیں

بالیقیں ترکِ وفا عشق میں مشکل ہو مگر — آج پھر ہم دلِ مشتاق کو سمجھا دیکھیں

اپنا ہر داغ ہے اک باغِ ارم کی تصویر — دلکے اندر ہی نہ کیوں حُسن کی دنیا دیکھیں

ملگئے خاک میں پر وہی اندازِ حجاب — کس نظر سے تجھے اے حُسن خود آرا دیکھیں

جو دکھایا ہمیں قسمت نے وہ ہم دیکھ چکے  اپنی صورت کا وہ اب آپ تماشا دیکھیں

اس کو منظور ہے بیٹا یک تباہی دل کی

جب یہ صورت ہے تو کیا حال ہم اپنا دیکھیں

## شہابِ ثاقب

### جناب مرزا ذاکر حسین صاحب ثاقب لکھنوی

جان کا کھیل جو اب تک نہیں دیکھا دیکھیں  تم مجھے ذبح کرو لوگ تماشا دیکھیں

وہ مانیں نہ سہی بات نہ کہنے کو رہے  میرے غمخوار پھر اک بار اُنہیں سمجھا دیکھیں

اک جھلک سی نظر آجاتی ہے گاہے گاہے  جب وہ صورت ہی نہ دکھلائیں تو ہم کیا دیکھیں

بند ہوتے ہیں دریچے نگراں آنکھوں کے  کب تک اے بھولنے والے تیرا رستا دیکھیں

چشمِ عبرت نہیں کھلتی ہے کہ غفلت والے  موت آتی ہوئی جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

ظلم سے جی نہ بھرا ہو تو وہ کیوں رحم کریں  کچھ دنوں اور مجھے ہجر میں تڑپا دیکھیں

قابلِ دید ہیں نیرنگ زمانہ کے مگر  میری آنکھیں تیرے جلوے کے سوا کیا دیکھیں

زندگی نام اسی آفتِ تقدیر کا ہے  کہ جئیں اور عذابِ غمِ فردا دیکھیں



سید جرار حیدر صاحب جرار ( علیگ )

دیکھنے والے نشانِ کفِ پا کے تیرے غور سے نقش میری لوحِ جبیں کا دیکھیں

کبھی مل جاتا ہے قسمت سے یہ موقع ثاقب
چند احباب کو بیٹھے ہوئے یکجا دیکھیں

## جرأتِ جرّار

جناب جرّار حیدر رضا صاحب جرّار متعلم بی اے کلاس یونیورسٹی علیگڑھ

آنکھ بنکر تجھے اے نورِ ازل کیا دیکھیں | آئینہ بنکے ترا حُسنِ سراپا دیکھیں
میری نظریں وہ جو وہ میرا تماشا دیکھیں | میری رگ رگ میں تمنا ہی تمنا دیکھیں
ہم ہیں پروانے ہمیں حق ہے تری محفل میں | ہم جس انداز سے چاہیں ترا جلوا دیکھیں
ابھی رہجائے جہانِ محشرِ نغمہ بنکر | چھیڑ کر آپ ذرا سازِ تمنا دیکھیں
معترف کیوں نہ ہوں ہم حُسن کی یکرنگی کے | جب ہر آئینے میں اک نقش تمہیں سا دیکھیں
ہر نظر وقف ہے تیری ہی تجلی کے لئے | دیکھنے سے ترے فرصت ہو تو دنیا دیکھیں

ہے ہمیں جرأتِ نظارہ میسّر جرّار
کیوں نہ ہم آٹھ پہر حُسن کا جلوا دیکھیں

## قدرِ جوہری

### جناب چھوٹے لال صاحب جوہری ٹھیکیدار کاسگنج

آئیں آئیں مرے مرنے کا تماشا دیکھیں — دیکھیں دیکھیں مری جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

کشش ہے نہ مزہ ہے نہ کوئی دلچسپی — کیوں وہ بیرنگیِ تصویرِ تمنا دیکھیں

مل گئیں صبحِ قیامت سے شبِ غم کی حدود — اب ہے دشوار کہ ہم صبح کا تارا دیکھیں

انقلاباتِ مسلسل کی بنا ہے تصویر — ہے یہ کیا حال ادھر آ دلِ شیدا دیکھیں

## ذکرِ حبیب

### جناب حبیب احمد صاحب حبیبؔ صدیقی بدایونی

جلوہ بے واسطۂ دیدۂ بینا دیکھیں — تجھ کو میں دیکھوں مجھے اہلِ تماشا دیکھیں

ہیں کدھر حسن کے اعجازِ نظر کے منکر — ادھر آئیں ترے جلووں کا تماشا دیکھیں

ہاتھ ہو سوزِ دروں سے یدِ بیضائے کلیم — نبضِ بیمارِ محبت جو مسیحا دیکھیں

بجلیاں برقِ تبسم سے گرانا اُن کو — طور دیکھیں نہ کسی کا دلِ شیدا دیکھیں

اہلِ دل قصۂ الفت پہ مرے غور کریں — عبرت انجامیِ آغازِ تمنا دیکھیں

ارنی شوق سے فرمائیں سرِ طور کلیم پہلے تابِ نگہ و چشم تماشا دیکھیں
حیرتِ حسن نے آئینہ بنایا ہے مجھے میری صورت ترے مشتاقِ تماشا دیکھیں
تاب کیا لائے نظر برقِ تجلی کی حبیب
جسکو ہم دیکھ نہیں سکتے اسے کیا دیکھیں

## جمالِ حبیب

### جناب محمد حبیب الٰہی صاحب حبیبؔ مارہروی تلمیذ حضرت احسنؔ مارہری

اے صبا تو ہمیں لیچل کہ مدینا دیکھیں درِ امید کھلے گنبدِ خضرا دیکھیں
جلوۂ طور کجا اور کجا عرشِ بریں آکے منظر شبِ معراج کا موسیٰ دیکھیں
کُلَّ یَوْمٍ هُوَ فِي شَانٍ کا مطلب یہ ہے اک نئی شان کا ہر آن تماشا دیکھیں
مردمک بنکے نظر بنکے سویدا بن کر رہکے آنکھوں میں میری اپنا سراپا دیکھیں
وہ بھی دن ہمکو میسر کبھی ہوگا یا رب کعبہ کا طوف کریں اور مدینا دیکھیں
سرمہ کی طرح لگائیں اسے آنکھوں میں حبیب
کاش ہم ان کا کہیں نقشِ کفِ پا دیکھیں

# خلشہائے خار

## جناب سید ظہیر الحسنین صاحب رضوی خار شکوہ آبادی

ہم چلے کون ہے اب چاہنے والا دیکھیں　　کس سے کرتے ہو تم اب وعدۂ فردا دیکھیں

چارہ گر دیکھنے آئے ہیں مریضِ غم کو　　مگر اس سوچ میں بیٹھے ہیں کہ اب کیا دیکھیں

قتل منہ پھیر کے کرتے ہیں یہ تعریف نہیں　　سامنے آئیں تڑپنے کا تماشا دیکھیں

خار کو ایک جگہ آپ نہیں پا سکتے
کبھی گلشن میں کبھی جانبِ صحرا دیکھیں

# گلزارِ خلیل

## جناب سید خلیل احمد صاحب خلیل آنریری جنرل سکریٹری ایکٹ فنڈ لکھنؤ

تا بکے اہلِ وفا آپ کا رستا دیکھیں　　ایکدن آپ انہیں آکے خدارا دیکھیں

کچھ نہ دیکھیں جو ترا حسنِ دل آرا دیکھیں　　ہمہ تن دیدہ بنیں تجھکو سراپا دیکھیں

نوحہ گر ہے میری وحشت پہ کوئی یہ کہکر　　ہائے کیونکر تجھے آفاق میں رسوا دیکھیں

کیسی کیسی نظر آتی ہیں یہاں تصویریں　　کعبے والے مرے بتخانہ کا جلوا دیکھیں



جناب خورشید محمد خاں صاحب "خورشید"
سب انسپکٹر پولیس ضلع اٹک

اسلئے موت کی خواہش ہے کہ اے رشکِ مسیح | لوگ کاندھے پہ ترے میرا جنازا دیکھیں

سر جھکا دیں جو خلیل آپ درِ احمدؐ پر
اوج پر اپنے مقدر کا ستارا دیکھیں

# تابشِ خورشید

جناب خورشید محمد خاں صاحب خورشید رامپوری سب انسپکٹر انچارج مارہرہ

کیوں کریں کام جس میں ضرر اپنا دیکھیں | ہم برے ہیں ہمیں چھوڑیں کوئی اچھا دیکھیں
رنجِ بیجا کہ غمِ حوصلہ فرسا دیکھیں | منتظر آپ کے اک رات میں کیا کیا دیکھیں
حشر و نشرِ دلِ ناکام تمنا دیکھیں | جینے والے میرے مرنے کا تماشا دیکھیں
خواہشِ مرگ یہاں ہے سو وہاں بھی ہوگی | جاکے اس جلوہ گہِ ناز میں ہم کیا دیکھیں
تازہ بسمل ہوں میں جائیں نہ ابھی چھوڑ کے آپ | کوئی دم اور تڑپنے کا تماشا دیکھیں
اک موہوم سی امید پہ کیا کر گذرا | مرنے والے کا ذرا آپ کلیجا دیکھیں
مختصر یہ ہے کہ میں آپ پہ دم دیتا ہوں | طول ہے گر خطِ شوق آپ خلاصا دیکھیں
گو یہ دشوار ہے خورشید بتوں سے پھر جانے | ہمدمو آؤ پھر اک بار انہیں سمجھا دیکھیں

# کلامِ دلگیر

## جناب سید امیر حسن صاحب دلگیر مارہروی

نبض سے پہلے مرے دلکو مسیحا دیکھیں — درد کی جس میں حکومت ہو وہ دنیا دیکھیں

آج اے آبلہ پائی یہ تماشا دیکھیں — لالہ و گل سے بھرا دامنِ صحرا دیکھیں

دمِ آخر دلِ بسمل کا تڑپنا دیکھیں — وہ تماشا ہی سمجھکر یہ تماشا دیکھیں

اس مصیبت کو کہاں تک کوئی برداشت کرے — لوگ کبتک مجھے مایوسِ تمنا دیکھیں

یہ تو انصاف کے معنی نہیں اے برقِ جمال — ہم نہ دیکھیں تجھے اور حضرتِ موسیٰ دیکھیں

ایسے وحشی کیلئے نجد کی وسعت کیا ہے — اپنے قابل تو کوئی اور ہی صحرا دیکھیں

کچھ اشاروں ہی میں اظہارِ مصیبت کرنا — وہ اگر تیری طرف اے دلِ شیدا دیکھیں

کچھ مزا ہے تو اسی حسرتِ دیدار میں ہے — لا سکیں تاب نہ جسکی وہی جلوا دیکھیں

یہ تماشا تو قیامت کا تماشا ہو گا — ہم تڑپتے رہیں اور آپ تماشا دیکھیں

خواب میں رات ہمیں چاند نظر آیا تھا — کیا عجب ہے جو کسی کا رخِ زیبا دیکھیں

گھر کو غرقاب کیا دیدۂ تر نے تو کیا — بات تو جب ہے کہ صحرا کو بھی دریا دیکھیں

یہ محبت ہے محبت ہے، ہنسی کھیل نہیں	کیا نکلتا ہے محبت کا نتیجا دیکھیں
یا الٰہی یہ تمنّا کی فراوانی ہو	ہر رگ و پے میں تمنّا ہی تمنّا دیکھیں

یوں تو دنیا میں بہت عشق کے مارے ہیں دلگیر
لیکن اپنا سا کوئی بیکس و تنہا دیکھیں

## ریاضِ رضا

### جناب چودھری رضا رسول خاں صاحب رضا زبیری مار ہروی مختار کلکٹری ایٹہ

خوب رو یانِ جہاں شوق سے دل میں ٹھہریں	گوشۂ دل میں نہاں وسعتِ دنیا دیکھیں
جامِ جمشید ہی یا دل ہی میرا پہلو میں	کیوں کہیں جائیں یہیں جلوۂ دنیا دیکھیں
وہ جو چلمن سے نکل آئے گئے ہوش و حواس	دیکھنے والے بتائیں ہمیں ہم کیا دیکھیں

## ترنماتِ رضی

### جناب رضی الدین صاحب رضی بدایونی

روئے سرور کی تجلّی کو جو موسیٰ دیکھیں	فخر سے پھر نہ فروغِ یدِ بیضا دیکھیں
کس حد پر یہ بتا آکے ہمیں کیا دیکھیں	حسن دیکھیں کہ ترے حسن کی دنیا دیکھیں

جا گزیں دل میں اگر تیرا سراپا دیکھیں — جلوۂ حسن کا جی بھر کے تماشا دیکھیں

کیا تیرا حسن تہِ زلفِ چلیپا دیکھیں — پردہ اٹھے تو جمالِ رخِ زیبا دیکھیں

خون ارمانوں کا یا دل کا تڑپنا دیکھیں — مقتلِ عشق میں کس کس کا تماشا دیکھیں

پھنس گیا عشق کی موجوں میں سفینہ دل کا — کب دکھائے اسے قسمت لبِ دریا دیکھیں

مطلعِ نورِ حقیقت سے ہے دل صاف اپنا — اے مجاز اب ترے آئینہ کو ہم کیا دیکھیں

ناتوانی متقاضی ہے کہ دم بھر دم لے — وحشتِ دل کی یہ تاکید ہے صحرا دیکھیں

ناامیدی ہمیں اس بات کی مہلت دیدے — ہمسے جو روٹھ گیا ہے اسے سمجھا دیکھیں

لطف آجائے اگر ہم سے گنہگار رضیؔ

سر پہ رحمت کا تیری حشر میں سایا دیکھیں

## رُودادِ زاہد

### جناب افتخار احمد صاحب زاہدؔ لکھنوی

محوِ حیرت ہوں جو ان کا کہیں جلوا دیکھیں — ہم ہی بن جائیں تماشا وہ تماشا دیکھیں

داغِ دل زخمِ جگر خونِ تمنا دیکھیں — دیکھیں اور آگے ترے عشق میں کیا کیا دیکھیں

دمِ آخر مرے مرنے کا تماشا دیکھیں — آئیو لے مری جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

بھول کر جائیں نہ پھر طور کی جانب موسیٰ — اپنے ہی دل میں اگر یار کا جلوا دیکھیں

وہ ہوں اور سامنے آئینۂ دل رکھا ہو — ہم انہیں اور وہ اپنا رخِ زیبا دیکھیں

یہ سرِ طور تڑپتی ہوئی بجلی تو یہ — دور سے حضرتِ موسیٰ یہ تماشا دیکھیں

حشر میں کہتے ہیں زاہد سے ترے دیوانے
آج ہوتا ہے وفا وعدۂ فردا دیکھیں

## جلوۂ زیبا

جناب مکٹ بہاری لال صاحب زیبا۔ ایٹہ

تابِ نظارہ کہاں یار کا جلوا دیکھیں — مخزنِ نور کی بجلی کو چمکتا دیکھیں

یا الٰہی وہ نظر دے ترا جلوا دیکھیں — ہمہ تن دید بنیں تجھکو سراپا دیکھیں

امتحاں شرط ہی کہنے کی تو یہ تاب نہیں — چاہنے والوں میں ہے آپ کوئی ہم سا دیکھیں

ہے یہ ایٹہ میں نئی شان کی محفل زیبا
کس کے سر رہتا ہے اس بزم کا سہرا دیکھیں

# افکار زیدی

## جناب سید نثار حیدر صاحب زیدی نائب صدر مشاعرہ

حشر پر غور کریں، محشرِ دنیا دیکھیں / آسماں والے بتا تو ہی کیا کیا دیکھیں

آنکھ میں بھر کے ترے حُسن کا جلوا دیکھیں / پھر نہ ہو دید کی حسرت تجھے اتنا دیکھیں

ایک ہیں غیر کہ تعمیر ہے منشائے نظر / اور اک ہم ہیں کہ گھر پھونک تماشا دیکھیں

جادۂ منزلِ ہستی سے گذرنے والے / کچھ دنوں اور رہ ہمارا ابھی رستا دیکھیں

ہم کو گر اپنی حقیقت کی خبر ہو جائے / پھر نہ سوئے حرم و دیر و کلیسا دیکھیں

اہلِ دل سی کہو ہم منصبِ موسیٰ ہوں میں / آستیں میری الٹ دیں یدِ بیضا دیکھیں

کر نہ مجبورِ تماشائے جہاں نظروں کو / ہم تجھے دیکھنے آئے ہیں کہ دنیا دیکھیں

نظر آتا نہیں ماہی کو محیطِ دریا / ہم سے جلوہ ترا باہر ہو تو جلوا دیکھیں

جنہیں یہ شک ہے کہ ذرہ نہیں ہے خورشید / دل میں آ کر وہ مرے نورِ سویدا دیکھیں

کچھ تو قانون میں فطرت کے تنوع ہوتا / یوں ہی کیا لیل و نہارِ غمِ دنیا دیکھیں

روبرو ہو نگہِ شوق کے اے برقِ جمال / کیا ضرورت ہے کہ چھپ چھپ کے تماشا دیکھیں

کیوں نہ اک قطرہ کو ہم حاصلِ دریا سمجھیں　　کیوں نہ اک بوند میں امڈا ہوا دریا دیکھیں

ہم تو بے پردہ اُنہیں دیکھ رہے ہیں زیدی
جنہیں پردے کا یقیں ہو وہی پردا دیکھیں

## خیالاتِ سعید
### ابن مولانا احسن مارہروی

کیوں سب اغیار یہ بگڑا ہوا نقشا دیکھیں　　آپ آ کر مری وحشت کا تماشا دیکھیں

اور کیا لطف و کرم برق و شرر کا دیکھیں　　آشیاں سامنے جلتا ہوا اپنا دیکھیں

ستم انکے نہ مری شدّتِ ایذا دیکھیں　　جلنے دل والے ہیں وہ میرا کلیجا دیکھیں

یہ اثر اہلِ نظر میری فغاں کا دیکھیں　　آسماں اور زمیں کو تہ و بالا دیکھیں

ہائے وہ دستِ نگاریں سے ہمیں ذبح کریں　　اور ہم ہوتے ہوئے خونِ تمنّا دیکھیں

ذرّے ذرّے سے عیاں ہوں ترے انوارِ جمال　　دل کی آنکھوں سے اگر ہم ترا جلوا دیکھیں

کاش وہ ہم سے دمِ باز پسیں ملجائیں　　غم ہمارا نہ سہیں حال ہمارا دیکھیں

پھر وہی طور کا منظر ہو وہی برقِ جمال　　پھر اسی شان سے دیدار کسی کا دیکھیں

چشم بر راہ یہ حسرت ہمیں رکھتی ہی سعید
دیکھ لیں انکو تو پھر سند نہ کسی کا دیکھیں

## تبصراتِ سمیع

### جناب سمیع الدین حسین صاحب زبیری سمیع

ہم سے بیمارِ الم روز مرا کرتے ہیں — کیا غرض ہی انہیں کیوں حال ہمارا دیکھیں
تو سرِ طور دکھاتا ہی کوئی اپنی جھلک — آج جی بھر کے ذرا حضرتِ موسیٰ دیکھیں

آج تک ہم اسی امید پہ جیتے ہیں سمیع
اس کے کوچہ میں ہیں اسکا نظارا دیکھیں

## جوہر سیفی

### جناب سیفی گنوری

ہر طرف کیوں نگہ شوق کو رسوا دیکھیں — تابِ نظارہ میسر ہو تو جلوا دیکھیں
تجھکو بے پردہ جو ہم شاہدِ رعنا دیکھیں — حسن ہی حسن فضاؤں سے برستا دیکھیں
اے ستاروں ہیں ضیا بنکے چمکنے والے — کاش بے پردہ کسی دن ترا جلوا دیکھیں

تم ہی خود کشمکشِ غم سے چھڑا دو ہم کو ۔۔۔ تا بکے موت کا فرقت میں سہارا دیکھیں

دید کی ضد پہ اتر آئیں اگر فرقت میں ۔۔۔ ہم جہاں چاہیں وہیں آپکا جلوا دیکھیں

آجتک طور کی وادی سے ندا آتی ہے ۔۔۔ دیکھنے کیلئے کون آتا ہے جلوا دیکھیں

جادۂ عشق میں ہٹ جائیں نہ کیوں ہم سیفی
سر مدی زیست کی کیوں ٹہکے نہ دنیا دیکھیں

## رشحاتِ سیماب

### حضرت مولانا سیماب اکبر آبادی

تجھے اس رنگ میں کیا برقِ تجلا دیکھیں ۔۔۔ طور پر آگ لگے لوگ تماشا دیکھیں

کسطرح حیرت و عبرت کا تماشا دیکھیں ۔۔۔ جسطرف آپنے دیکھا ہو ادھر کیا دیکھیں

حسنِ محدودِ دو عالم، نگہ شوق آزاد ۔۔۔ کیا دکھائیں تجھے امکانِ نظر کیا دیکھیں

ڈھونڈنیوالے تری دید سے مایوس نہوں ۔۔۔ شامِ کعبہ نہ سہی، صبحِ کلیسا دیکھیں

حسن ہے عالمِ صد رنگ یہاں سب کچھ ہے ۔۔۔ جو تمہارے ہیں وہ کیوں جانبِ دنیا دیکھیں

باوجودِ غمِ ہستی نہیں خواہانِ اجل ۔۔۔ مرنیوالے مرے جینے کا تماشا دیکھیں

خواہشِ امن بھی ہے شورشِ خاطر کا سبب
ہم نہ ساحل کی طرف جائینگے دریا دیکھیں

خوش ہیں اے دوست کہ ہے دردِ دلِ زار سے انجام
ہم تو مرجائینگے جو امکانِ مداوا دیکھیں

آ کہ آنکھوں میں سما جاؤ بہت دیکھ چکے
ایک تصویر ہے سو رنگ میں کیا کیا دیکھیں

سنگِ در سرپہ ہے در پر نہیں اب سر میرا
اہلِ کعبہ مرے سجدوں کا سلیقا دیکھیں

دل میں دیکھا ہے تجھے طور کی جانب نہ بلا
آئینہ دیکھ کے پتھر کی طرف کیا دیکھیں

جو خوشی انکی تو کل نہ سہی بھیک سہی
آج اے جوشِ طلب ہاتھ بھی پھیلا دیکھیں

کرمِ حضرتِ زیدی کے نثار اے سیماب
تھی بہت دن سے یہ حسرت کہ پھر آپ کا دیکھیں

## کلامِ شفیق

جناب قمرالدین خانصاحب صدیقی شفیق ایڈیٹر "طارق" جونپور

آنکھ والے بُتِ خود بیں کا کرشما دیکھیں
اور اللہ کی قدرت کا تماشا دیکھیں

یوں گذر جائے طوافِ درِ خوباں کرتے
کوئے لیلیٰ سے اٹھیں کوچہ سلمیٰ دیکھیں

تذرِ اغیار سہی پھر بھی تمنا ہے یہی
اس گلِ باغِ جوانی کو مہکتا دیکھیں

رخ تاریکیِ عالم کو مٹانے والے
اپنے گھر میں کبھی ہم بھی تو اجالا دیکھیں

دل رہے یا نہ رہے جان رہے یا نہ رہے
لیکن آباد ترے حُسن کی دنیا دیکھیں

رخ پہ تارے ہوں فدا چاند جبیں پر صدقے
ہم ترے خوابِ جوانی کا تماشا دیکھیں

نیند آجائے شبستانِ وفا میں ہم کو
صبح اٹھکر ترا منہ لے گُلِ رعنا دیکھیں

اپنے گھر بن نہ سہی خانۂ دشمن ہی سہی
تو کہیں ہو تجھے ہر حال میں اچھا دیکھیں

میری آنکھوں سے کریں لوگ نظارا تیرا
چشمِ مجنوں سے جمالِ رُخِ لیلیٰ دیکھیں

ہائے مدت ہوئی یارانِ چمن سے چھوٹے
کب گذرتا ہے اسیری کا زمانا دیکھیں

سجدہ کرتے ہوئے جانا ہی رہِ الفت میں
کعبے والے کسی عاشق کا طریقا دیکھیں

کیا قیامت ہو کہ موت آئے مریضِ غم کو
آپ بیٹھے ہوئے بالیں پہ تماشا دیکھیں

آس ٹوٹی تو دلِ زار خطا کسکی ہے
ہمکو دیکھیں کہ وہ دشمن کی تمنا دیکھیں

بے نقاب آج وہ نکلے ہیں خدا خیر کرے
پھرے اب کونسی کروٹ پہ زمانا دیکھیں

روح بیدار ہو دل شاد ہو آنکھیں روشن
اے شفیق آپ اگر گنبدِ خضرا دیکھیں

## سحرِ شمیم

### جناب شمیم احمد صاحب شمیمؔ نہٹوری

ہم نہ فردوس نہ تسنیم نہ طوبیٰ دیکھیں — تیری محفل، ترا مسکن، ترا کوچا دیکھیں

ایسا دیکھا ہے کہ اب دید کی حسرت نہ رہی — ہم تجھے دیکھ کے اے جانِ نظر کیا دیکھیں

عرش جولانگہ انساں ہے بڑی مدت سے — اب کہاں جائیگا یہ خاک کا پتلا دیکھیں

رہگیا بنکے ہیں آئینۂ خلوت گہِ دوست — آنکھ والے مری حیرت کا تماشا دیکھیں

آنکھ میں نشہ کے ڈورے ہیں تبسم لب پر — آج جیسے تمہیں دیکھا ہے ہمیشا دیکھیں

جی میں ہے محفلِ عالم سے چرالیں نظریں — ہم کن آنکھوں سے ترے حسن کو رسوا دیکھیں

حسرتی ایک نظر کا ہوں بہت دن سے شمیمؔ

کاش وہ مجھکو بہ اندازِ گوارا دیکھیں

## افکارِ شیام

### جناب شیام سروپ صاحب شیامؔ ایٹوی

اپنی ہی سعی سے ہے، راہِ طلب میں مطلب — ہم پلٹ آئیں درِ کعبہ اگر وا دیکھیں

جل کے پروانہ سے ہم شمع پہ بیٹھے ہیں خود تماشا ہیں تو پھر کس کا تماشا دیکھیں

اس تپِ غم سے ہو کیا شیاؔم شفا کی اُمید
ہاتھ جل جائے اگر نبض مسیحا دیکھیں

## دلِ شیدا

جناب ایچ، ایس، غالب علی صاحب ہاشمی شیدؔا - ایڈ

دلبرِ نور تجھے داغِ تمنا دیکھیں تیرے ہوتے ہوئے کعبہ میں اندھیرا دیکھیں

شمع کی آگ میں پروانے کو جلتا دیکھیں آہ کن آنکھوں سے انجامِ تمنا دیکھیں

ان کے تیوروں نے کیا آج تسلط دل پر آرزوئیں میری اب اور ٹھکانا دیکھیں

تا کجے ہجر کے مارے ہوئے او عہد شکن سوئے در آنکھ لگائے ترا رستا دیکھیں

چھیڑ دیں درد کی مضراب سے جو نغمۂ دل سازِ ہستی کا ہر اک تار شکستا دیکھیں

کل تماشائی نے دیکھا تھا تماشا اُن کا اب تماشائی کا اپنے وہ تماشا دیکھیں

کوئی تدبیر سمجھ میں نہیں آتی شیدؔا
کس طرح درد کا ہوتا ہے مداوا دیکھیں

## آہِ صابر

### جناب سید ثناء اسحٰق صاحب صابرؔ گنگیری ضلع علیگڈہ

خوب سیراب کیا انکو بقدرِ وحشت | خارِ صحرا کرمِ آبلہ پا دیکھیں
جان بری بحرِ محبت میں نہیں ہے ممکن | ڈوبنے والے نہ تنکے کا سہارا دیکھیں

## نالۂ صابر

### جناب صابرؔ صاحب گنوری

غم سے مچلا ہوا لب پر مرے نالا دیکھیں | آج وہ ضبط کی لٹتی ہوئی دنیا دیکھیں
کعبۂ دل میں اگر ہم ترا جلوا دیکھیں | کثرتِ نور سے ہر سمت اجالا دیکھیں
میری حالت میں اُن سے تو ہوا ردو بدل | موت کسطرح بدلتی ہے یہ نقشا دیکھیں
حال سُن سُن کے مرا جنکو ہنسی آتی ہے | کاش وہ میرے تڑپنے کا تماشا دیکھیں
لوٹ ہیں کیوں نہ پڑیں دیکھنے والوں کی نظر | ہر طرف جبکہ ترا جلوہ ہی جلوا دیکھیں
ذرّہ ذرّہ رہِ الفت میں ہے دشمن اپنا | تو بتا تیرے سوا کسکا سہارا دیکھیں
نامرادی پہ دمِ نزع بپا ہے کہرام | کاش وہ بھی مری جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

دلمیں تو ذہن میں تو آنکھ میں تو روح میں تو — ہمکو توفیق نہیں جو ترا جلوا دیکھیں

گامزن راہِ وفا میں تو ہوئے ہیں صابر
کیا دکھاتے ہیں قسمت کا نوشتا دیکھیں

## مقالاتِ صدیق

### جناب صدیق حسن صاحب صدیق مارہروی

پہلے وہ میرے تڑپنے کا تماشا دیکھیں — ناوک ناز کا پھر اپنے ٹھکانا دیکھیں

کس بھروسہ پہ جئیں کس کا سہارا دیکھیں — غیر دیکھے تمہیں تم غیر کو ہم کیا دیکھیں

رنج و غم درد و الم یاس و تمنا دیکھیں — اور بیمارِ الم اس کے سوا کیا دیکھیں

غم کے مارے ہوئے کس حال میں کرتے ہیں بسر — نہ وہ اتنا کبھی پوچھیں نہ وہ اتنا دیکھیں

یا تو عشاق کو در پردہ پڑا رہنے دیں — یا یہ کہدیں کہ اٹھیں اور ٹھکانا دیکھیں

اسکا ارمان ہے محفل میں اکیلے وہ ملیں — اسکی حسرت ہے انہیں خواب میں تنہا دیکھیں

مدعی کو تم اگر دل میں جگہ دیتے ہو — بے ٹھکانوں سے کہو اور ٹھکانا دیکھیں

میں برا ہوں مری تقدیر بری تا بری — آپ اچھے ہیں تو مجھ سے کوئی اچھا دیکھیں

اور اس غم میں گھلے جاتے ہیں بیمارِ الم — کہیں ایسا نہو وہ آئیں تو اچھا دیکھیں
جسطرف چاہا ادہر تیرِ ستم پھینکدیا — آپ بھی خوب ہیں اپنا نہ پرایا دیکھیں
آج جی بھر کے سنالیں یہ ستانیوالے — عرصۂ حشر میں کل اس کا نتیجا دیکھیں

عبث امید وفا رکھتے ہیں ان سے صدیق
غیر ممکن ہے کہ جھوٹوں کو وہ سچا دیکھیں

## شعلہ ہائے طپش

### جناب یوسف حسن صاحب طپش مارہروی سابق شاعر دربار رامپور

ہوش بر جا ہوں تو کچھ دیدۂ جلوا دیکھیں — ہوش ہی جب نہ ٹھکانے رہیں پھر کیا دیکھیں
خود چھری پھیر کے الفت کا نتیجا دیکھیں — کیا ضرورت ہے کہ ہم موت کا رستا دیکھیں
نہ برا دیکھیں محبت میں نہ اچھا دیکھیں — یہ کہاں ہوش کہ رفتارِ زمانا دیکھیں
تیر پر اس کے نہ کیوں پیار ہمیں آجائے — دلمیں گھر اس کو نہ رکھ لیں جسے سیدھا دیکھیں
اس طرح عشق کے نشتر ہوں رگوں میں پیوست — ہر سرِ مو سے رواں خون کا دریا دیکھیں
کس قیامت کا ہے یہ گورِ غریباں کا سماں — آکے منعم بھی یہ بگڑا ہوا نقشا دیکھیں



سید ظہیرالدین حیدر صاحب ظہیر
( دایگ )

ختم ہی ہو گی نہ خونباریِ چشمِ گریاں — کسطرح رنگ بدلتا ہے زمانا دیکھیں
بہت اس بام سے بچکر گئے آہو کے خدنگ — کسطرف جاتے ہیں یہ رخ تو ہوا کا دیکھیں
نزع میں آخری ہچکی کہیں جلدی آئے — اور بڑھ جائیں تو پھر اک نئی دنیا دیکھیں
عشق میں آ گئی وہ آخری منزل کہ تک — خود تماشہ بنیں اور خود ہی تماشا دیکھیں
نام کو بھی تو نہ آنکھوں میں بصارت چھوڑیں — انکو دیکھیں کسی موقع سے تو اتنا دیکھیں
عمر بھر روئے ہیں اب کسکو دکھاتے ہو جمال — نہ رہی آنکھ میں بینائی تو ہم کیا دیکھیں
ہم تجھے دیکھ چکے اور ابھی دیکھیں گے — ایسے ویسوں کی نظر کیا تجھے کیا دیکھیں

شہر میں امن ہے اے طیش علالت سے تری
وہ خدا وقت نہ لائے تجھے اچھا دیکھیں

## اظہاراتِ ظہیر

### جناب سید ظہیر الدین حیدر صاحب

جب ترے حسن کو عالم کا خلاصا دیکھیں — پھر بھلا وسعتِ عالم کی طرف کیا دیکھیں
آپ پہلے مری رودادِ تمنا سن لیں — شوق سے پھر مری تصویرِ تمنا دیکھیں

حرم و دیر تو ہیں صرف نظر کے دھوکے — تم تو ہو جلوہ نما دل میں وہاں کیا دیکھیں

کیوں ہوئے پردے میں ہمارے ترے جلوے بدنام — کیوں ہماری ہی طرف اہلِ تماشا دیکھیں

کیا نہیں اک نگہِ ناز میں، اللہ اللہ — اسے محفل وہ بنا دیں جسے تنہا دیکھیں

صبح جب ہوگی تو خود لائیگی اک جلوۂ نو — آج کیوں بیٹھ کے آئینۂ فردا دیکھیں

ہے یہ دیوانوں کی دنیا بھی عجب چیز ظہیر
بینہ بر سجائے تو پھر جنتِ صحرا دیکھیں

## ہمہمۂ عباس

### جناب سید خورشید عباس صاحب عباس اٹوی

دستِ رنگیں میں فروغِ یدِ بیضا دیکھیں — روئے تاباں میں مرادِ دلِ موسیٰ دیکھیں

عشق نے حسن سے پیمان یہ لیا روزِ ازل — ہم تڑپتے رہیں اور آپ تماشا دیکھیں

حسن وہ رازِ نہاں ہے جسے پا ہی نہ سکیں — باوجودیکہ تجھے حد سے زیادہ دیکھیں

کم سے کم اپنی تباہی کا اثر اتنا ہو
اسکو عباس کہیں وہ جسے رسوا دیکھیں

# الہاماتِ علیم

## جنابِ عبد العلیم صاحب علیمؔ ایٹوی

حُسنِ یوسف کا نہ ہم حُسنِ زلیخا دیکھیں
ہمہ تن دیدہ بنیں تجھکو سراپا دیکھیں

دل کے دو ٹکڑے اسی واسطے خالق نے کئے
ایک سے یاد کریں ایک میں جلوا دیکھیں

آنکھیں روتی ہیں ترے پاؤں کے چھالوں کو علیمؔ
شوقِ دل ہے یہی پھر چل کے جو صحرا دیکھیں

# وارفتگیِ فدا

## جناب فدا احمد خاں صاحب فداؔ آشیروانی علیگڈہ

وقت آخر وہ اگر بنکے مسیحا دیکھیں
حالِ بد کو مرے اکدم میں سب اچھا دیکھیں

عشق میں عیش و طرب پائیں کہ ایذا دیکھیں
جو دکھائی ہیں تقدیر کا لکھا دیکھیں

دل کھنچے جاتے ہیں بیساختہ اللہ رے کشش
تیری انگڑائی کا ہم اور اثر کیا دیکھیں

بال و پر نوچ زباں کاٹ قفس میں صیاد
تو ستم اپنے دکھا ہم ستم آرا دیکھیں

تیغ ہی پاس کفن ساتھ ہی مقتل نزدیک
آئیں سب قاتل و بسمل کا تماشا دیکھیں

ہو کے سیراب کھلا ہیں بیابانِ چمن — خشک کانٹے کرم آبلہ پا دیکھیں
لطف آہستہ خرامی لبِ ساحل چھوڑیں — بڑھ کے ہم کشمکشِ کشتی و دریا دیکھیں
وائے بیچارگیِ قید کہ اُف بھی نہ کریں — اور نشیمن کو بھی ہم سامنے جلتا دیکھیں
زحمتِ تیشۂ فرہاد فدا کون اٹھائے
کیوں نہ سرِ سنگِ درِ یار سے ٹکرا دیکھیں

## انوارِ قمر

### جناب مولانا قمر الحسن صاحب قمر بدایونی

کر کے اس بات کا ارماں کہ جلوا دیکھیں — ہم تو ناکام ہوں اور آپ تماشا دیکھیں
نبضِ بیمارِ محبت کی نہ دیکھی نہ سہی — اب ذرا دیر کے بعد آپ جنازا دیکھیں
ہم تو گھر پھونک کے دیکھینگے تماشائے جمال — طور پر جا کے انہیں حضرتِ موسیٰ دیکھیں
وہ دمِ نزع چلے آئیں جھجکتے کیوں ہیں — جو ستم ڈھائے ہیں اب اُنکا نتیجا دیکھیں
میں تو بیکار سمجھتا ہوں انہیں ضد ہے تو خیر — ایکدن حضرتِ ناصح مجھے سمجھا دیکھیں
دمِ آخر بھی عیادت کو نہ آئیو اے — اب اجازت ہو تو ہم موت کا رستا دیکھیں

جا کر خون کریں آپ تمنّاؤں کا — اور اس طرح کہ مجبورِ تمنّا دیکھیں
کونسا غم ہے جو دنیا میں دیکھا ہم نے — مگر اب بھی یہی حسرت ہے کہ دنیا دیکھیں

شوقِ منزل کا سہارا ہمیں کافی ہے قمرؔ
کیا ضرورت ہے کہ ہم خضر کا رستا دیکھیں

## تنویرِ قمر

### جناب قمرؔ صاحب

دیکھ سکتے نہوں اگر حضرتِ موسیٰ دیکھیں — دیکھنے کی جو نہ شے ہو اُسے کیا دیکھیں
زندگی دیکھ چکے ہیں مرا مرنا دیکھیں — دیکھنے کیلئے ہوتا ہے تماشا دیکھیں
کیا یہی شیوۂ اربابِ وفا ہے یارب — ڈوبنے والیکا ساحل سے تماشا دیکھیں
دار پر بھی ہیں وہی نام لئے جاتا ہوں — میرا دل میرا جگر میرا کلیجا دیکھیں
ضد ہے ہاتھوں کی کہ وحشت میں گریباں پھاڑیں — پاؤں مچلے ہوئے ہیں اسپہ کہ صحرا دیکھیں
جان دینے کا صلہ عشق میں مل جائیگا — رقصِ بسمل کا وہ کچھ دیر تماشا دیکھیں
کتنے دل ہو گئے خاکسترِ دل سے پیدا — آپ ان خاک کے ذرونکا ابھرنا دیکھیں

موت سے درس لیا کرتی ہے دنیا لیکن
وہ سمجھتے ہیں تماشہ تو تماشا دیکھیں

ناخدا اب ہمیں موجوں کے حوالے کردے
آج موجوں ہی میں ساحل کا نظارا دیکھیں

اس حسن ہے اور دستِ محبت میرا
دیکھنے والے قیامت کا تماشا دیکھیں

نجد کے دشت نے پھر یاد کیا ہم کو قمرؔ
فصلِ گل آئی ہے پھر چل کے تماشا دیکھیں

## تزئینؔ گہر

جناب سید محمد ولایت حسین صاحب گہرؔ لکھنوی

عالمِ نزع ہے اس وقت میں کیا کیا دیکھیں
جلوۂ یار کہ جاتی ہوئی دنیا دیکھیں

کس سے باتیں کریں کس کا رخِ زیبا دیکھیں
وہ نہیں ہیں تو مسیحا انکی طرف کیا دیکھیں

اس سے انکار نہیں ہے کہ خطا کار نہیں
تیری رحمت کو نہ دیکھیں تو بتا کیا دیکھیں

عشق کی آگ ہے کیا جلوۂ رنگیں کیا ہے
زاہد و نے کوئی کہدے ابھی دنیا دیکھیں

بات رہ جائے الٰہی درِ تو بہ کھل جائیں
آج دشمن بھی ترے مست کا سجدا دیکھیں

آشیاں پھونکنے والے یہ ستم اور بھی ہے
گھر ہمارا ہی جلے ہم ہی تماشا دیکھیں

ماننا پڑتی ہے کوتاہ نگاہی اپنی  جستجو ہم کریں موسیٰ ترا جلوا دیکھیں

شرم سے آنکھ اٹھائی نہیں جاتی ہے گہر
جو ہمیں دیکھ رہا ہو اسے ہم کیا دیکھیں

## روحِ مسرور

### جناب عبدالقیوم صاحب غزنوی مسرور بدایونی

جب کہا اُنسے کبھی حال ہمارا دیکھیں  بولے مرجاؤ تو دیکھیں گے ابھی کیا دیکھیں

شوقِ دیدار کا انجام ہے غش ہو جانا  سامنے جب یہ حقیقت ہے تو پھر کیا دیکھیں

جب یہ حالت ہو تو ہمدرد انہیں کون کہے  بات پوچھیں نہ کبھی حال کسی کا دیکھیں

بے سہاروں کی تسلی کا ذریعہ کیا ہے  مطمئن جب ہوں کہ جب کوئی سہارا دیکھیں

اتنی مہلت ہی کہاں دی غم دنیا نے ہمیں  کہ ہم آرام سے رہ کر کبھی دنیا دیکھیں

رخصت اے صبر و سکوں تاب و تواں ہوش و حواس  انکی ضد ہے کہ مجھے بیکس و تنہا دیکھیں

میری حالت کی خبر تو انہیں کر دے قاصد  اس سے کیا بحث نہ دیکھیں وہ مجھے یا دیکھیں

لوگ کیوں دیتے ہیں دل آپنے یہ خوب کہی  اور کیا آپ کو نا کام تمنا دیکھیں

یہ نئی شرط ہے سرور حیا والوں کی
ہم نہ دیکھیں انہیں وہ حال ہمارا دیکھیں

## قلبِ مفتوں

جناب محی الدین احمد صاحب مفتوں رامپوری

چشمِ باطن سے اگر وسعتِ دنیا دیکھیں
ذرہ ذرہ میں خدائی کا تماشا دیکھیں

صبح کعبہ سے ملی شامِ کلیسا دیکھیں
یوں ترے عارض و کاکل کا تماشا دیکھیں

اک پریخانۂ صد ہوش رُبا ہے دنیا
عمرِ دو روزہ میں دو آنکھوں نے کیا کیا دیکھیں

دیکھنا چاہیں جو عبرت کی مکمل تصویر
نزع میں وہ مرا بگڑا ہوا نقشا دیکھیں

جلوہ ریزی تری کس کوچۂ دیر زمیں نہیں
پر کن آنکھوں نے تجھے او ستم آرا دیکھیں

جو تصور کی بھی حد سے کہیں بالاتر ہو
اس ستم ساز کو اربابِ نظر کیا دیکھیں

رہزنِ ہوش ہے رنگینیِ دنیا اے دل
اس گلستاں کو باندازۂ صحرا دیکھیں

جو مرے جینے سے بیزار تھے اُنسے کہدو
کہ تمناؤں کی لٹتی ہوئی دنیا دیکھیں

چارہ کار نہیں سیرِ جنوں کا مفتوں
آپ بھی وحشتِ دلکو مری سمجھا دیکھیں

# خیالِ ممتاز

## جناب منشی ممتاز حسین صاحب ممتاز مارہروی

بے پیئے مست ہیں اُن مست نگاہوں والے — جب یہ عالم ہے تو کیا ساغر و مینا دیکھیں

اُن کے اس کہنے سے تسکین سی ہو جاتی ہے — جیتے جی ہم تجھے ناکامِ تمنا دیکھیں

ہم تو بے پردہ ہی دیکھینگے تجھے پردہ نشیں — دشمنوں نے پسِ پردہ تجھے دیکھا دیکھیں

حسرتِ دید تو مدت سے ہے دل میں لیکن — کشمکش یہ ہے کہ کیونکر ترا جلوا دیکھیں

بھول کر بھی نہ کریں طور پہ جانے کا خیال — اس کا جلوہ جو کبھی حضرتِ موسیٰ دیکھیں

نزع کا وقت ہے دم توڑ رہا ہے کوئی — درد کروٹ کہیں بدلے تو تماشا دیکھیں

موت دم بھر کو ٹھہر جا کہ کوئی آتا ہے — آخری وقت تو اس شوخ کا جلوا دیکھیں

یا الٰہی ہمیں وہ چشمِ بصیرت دیدے — اپنے گھر بیٹھے ہوئے یار کا جلوا دیکھیں

حدِ ادراک سے بھی دور ہے اب وسعتِ دل — دیکھنا چاہیں تو ہر قطرہ میں دریا دیکھیں

بجلیاں کیوں نہ گریں خرمنِ دل پر ممتاز
جب انہیں غیر کے گھر انجمن آرا دیکھیں

# محفوظاتِ محفوظ

## جناب منشی محمد محفوظ اللہ صاحب محفوظؔ قانونگو پنشنر سوروںی

حاصلِ سیرِ نظر کیفِ تماشا دیکھیں
دیکھنے والے جو ان آنکھونکا نقشا دیکھیں

دیکھنے والے اگر ان کا سراپا دیکھیں
سچ تو یہ ہے کہ جو موسیٰ لے نہ دیکھا دیکھیں

دلمیں یوں آ کہ محبّت کو بھی محسوس نہو
تجھکو در پردہ ہم اس شان سے تنہا دیکھیں

ہم تو ہیں طالبِ دید اُن کی تمنا کیا ہے
وہ ہمیں دیکھ کے کیوں اپنا سراپا دیکھیں

کعبہ و طور بھی ہیں دید کے قابل۔ لیکن
دلکے جو دیکھنے والے ہیں انہیں کیا دیکھیں

ایک ہو ناظر و منظور یہ ہے لطفِ نظر
جب کوئی ہمکو نہ دیکھے اُسے ہم کیا دیکھیں

کھو گئے جستجوئے عشق میں ہم یہ کہہ کر
ختم ہوتا ہے کہاں جاکے یہ صحرا دیکھیں

مجکو یہ ڈر کہ مرے دلکی نہو پردہ دری
انکو یہ شوق کہ ہم زخم تمنا دیکھیں

عشق بت میں بھی نہ غفلت ہو خدا سے محفوظ
بتکدے میں بھی بچھا تیرا مصلّا دیکھیں

ہے تو برباد مگر کیا نہیں اس میں محفوظ
اہلِ دل اس دلِ پُر درد کی دنیا دیکھیں

# دلِ مفتوں

## جناب منشی احمد حسن خاں صاحب مفتوں مختار و آنریری اسسٹنٹ کلکٹر ایٹہ

عشق تاثیر دکھائے تو یہ نقشا دیکھیں
رنگِ گل آنکھ میں بلبل کی جھلکتا دیکھیں

ایک ارمان یہی دل میں لیے پھرتے ہیں
شبِ تاریک ہو اور ہم انہیں تنہا دیکھیں

شب کو وہ آئیں کہ سایہ بھی ہو بالکل معدوم
کوئی ہمراہ نہ ہو ہم انہیں تنہا دیکھیں

کس لئے بھیجتے ہیں روز بدل کر نسخے
میری حالت تو ذرا آکے مسیحا دیکھیں

اب تو دیوانوں کی حسرت ہے کبھی خواب میں بھی
کوئی نشتر کوئی چھالا کوئی کانٹا دیکھیں

ابھی سمجھائیں تو سمجھونگا جنوں سے انکو
ایک بار اور بھی ناصح مجھے سمجھا دیکھیں

طبع حاضر نہ ہو لطف یہ کامل ہی کیا
جی ٹھکانے ہو تو وہ چاند سا چہرا دیکھیں

لاکھ عشاق میں ایک جانِ وفا میں ہی تھا
غیر ممکن ہے کہ اب وہ کوئی مجھ سا دیکھیں

قدِ جاناں کا ہمیں عشق ہوا انکو ہو خوشی
ہم چڑھیں دار پہ اور غیر تماشا دیکھیں

کیا عجب عشق کی کچھ شرح کریں وہ مفتوں
اُن سے گتھی یہ سلجھ جائے تو سلجھا دیکھیں

# آبِ نشتر

## جناب راجا بہادر صاحب نشتر اسپٹوی

جذبۂ عشق کی رفعت کا بھلا کیا کہنا
مٹ بھی جائیں تو تیرا نقش کفِ پا دیکھیں

بڑھ گئی محویتِ عشق کچھ ایسی نشتر
اب نہ کعبہ کی خبر ہے نہ کلیسا دیکھیں

# حسنِ نوشاہ

## جناب حکیم عبدالقدیر صاحب نوشاہ اکابری مارہری

چشمِ مجنوں سے اگر صورتِ لیلیٰ دیکھیں
دیکھنے والے محبت کا تماشا دیکھیں

دل کی دنیا میں معراجِ تمنا دیکھیں
ہر تڑپ میں تجھے اے برقِ تجلا دیکھیں

وہ میرے دل میں قیامت کا نمونہ دیکھیں
یعنی امید کی مٹتی ہوئی دنیا دیکھیں

اہلِ دل ایک طرف اہلِ نظر اک طرف
کس کی تقدیر میں ہے آپ کا جلوا دیکھیں

پاشکستوں پہ یہ احسانِ جنوں ہو جائے
گھر میں بیٹھے ہوئے کیفیتِ صحرا دیکھیں

مانتا ہے نہ سمجھتا ہے کسی کا کہنا
اپنے وحشی کو ذرا آپ ہی سمجھا دیکھیں

ہم وہ محتاجِ نشیمن ہیں وہ بربادِ چمن
رہ پڑیں گر کہیں تنکے کا سہارا دیکھیں

آپ اغیار کے فقروں میں نہ آجائیں کہیں
آپ دنیا ابھی پرتیں ابھی دنیا دیکھیں

حرکتِ قلب کی کیوں بند ہوئی جاتی ہے
غور سے آج مری نبض مسیحا دیکھیں

پیشِ خیمہ ہے یہ تمہیدِ جنوں کا شاید
دل میں اک ہوک سی اٹھتی ہے کہ صحرا دیکھیں

ہم تو جب ہمتِ دیدار کریں اے نوشاہ
اپنی مٹھی میں متاعِ یدِ بیضا دیکھیں

## نازِ نیازی

جناب شبیر محمد خاں صاحب نیازی اٹیوی

یار کو دل ہی میں جو انجمن آرا دیکھیں
کیوں وہ پھر دیر و حرم اور کلیسا دیکھیں

رو کے کہتا یہ صبا ان سے کہ ماتم نہ کریں
جب وہ بیمارِ محبت کا جنازا دیکھیں

دیکھنے ہی کی تمنا ہو اگر اے مولا
ہمہ تن دیدہ بنیں تجھکو سراپا دیکھیں

کیوں نہ سن سن کے جلیں رشک و حسد سے یہ رقیب
اے نیازی گلِ مقصود جو کھلتا دیکھیں

# تابانیِ نیّر

## جناب منشی وسیم احمد صاحب نیّر مارہروی

کیا غرض انکو وہ جنت کی فضا کیا دیکھیں — یا نبی جو تجھے دیکھیں تیرا جلوا دیکھیں

طور پر جائیں نہ ہم وادیِ سینا دیکھیں — دیکھنا چاہیں تو دل میں تیرا جلوا دیکھیں

حشر میں نارِ جہنم کا انہیں کھٹکا کیا — سر پہ دامانِ محمد کا جو سایا دیکھیں

سخت مشکل میں پڑی ہے میری جانِ عزیز — وہ یہ کہتے ہیں کہ ہم تجھکو تڑپتا دیکھیں

بزمِ اغیار میں بیٹھے ہوئے کیا کرتے ہیں — آئیں پہلو میں ذرا دل کا مچلنا دیکھیں

دل میں ہم حسرتِ دیدار لئے بیٹھے ہیں — کاش ہم بھی تجھے اے انجمن آرا دیکھیں

دوست و دشمن کی ابھی تک انہیں پہچان نہیں — طور دیکھیں نہ زمانے کا طریقا دیکھیں

بھر دے بھر دے درِ مخصوص سے دامانِ امید — ایک ہی تری قدرت کا تماشا دیکھیں

دیکھنے کے تو یہ معنی ہیں کہ اے حسنِ ازل — ہمہ تن دیدہ بنیں تجھکو سراپا دیکھیں

اب تو وحشت کا تقاضا ہے یہی اے نیّر
گھر کو ہم چھوڑ کے آرائشِ صحرا دیکھیں

# جوشِ وحشت

جناب ایزد بخش صاحب وحشت ڈنڈواروی

ضر تعویذ لکھیں نبض مسیحا دیکھیں — کرلیں اچھا ترے بیمار کو اچھا دیکھیں

شم حق بیں سے جو قدرت کا تماشا دیکھیں — جز میں کل آئے نظر قطرے میں دریا دیکھیں

رش اتنا ہو ہمیں عالمِ محویت میں — ہمہ تن دید بنیں تجھکو سراپا دیکھیں

ری رحمت کے بھروسے پہ نظر ہے جنکی — آسرا غیر کا ڈھونڈیں نہ سہارا دیکھیں

لِ خوں گشتہ کو ہم کرتے ہیں دامن میں تلاش — ڈھونڈنے سے کہیں اشکوں میں ملیگا دیکھیں

وئی اتنا نہیں لے آئے یہاں تک ان کو — حال بیمار کا اپنے وہ ذرا آ دیکھیں

ٹ رہا ہے کسی بیکس کا نشانِ ہستی — مر رہا ہے کوئی بربادِ تمنا دیکھیں

ہے ادھر قیس ادھر دشتِ جنوں میں ہم ہیں — کس کے سر آج رہے عشق کا سہرا دیکھیں

ہم وہ بے بس ہیں کہ صیاد کا منہ تکنے لگیں — آشیاں اپنا جو گلشن میں اجڑتا دیکھیں

وحشت اس درجہ ہیں اب تنگ جنوں کے ہاتھوں
پھر ہے سودا کہ چلیں وسعتِ صحرا دیکھیں

# جذباتِ ہاشم

جناب قاضی محمد ہاشم علی صاحب ہاشم پھلکھنوی بی اے ایل ایل بی وکیل ایٹہ

آرزو یہ ہے کہ انکا رُخِ زیبا دیکھیں　　کیا کہا ہمنے ذرا منہ تو ہم اپنا دیکھیں

اپنی صورت میں ترے حسن کا جلوا دیکھیں　　یعنی قطرے میں سمایا ہوا دریا دیکھیں

اللہ اللہ ترے دیوانوں کی ایذا طلبی　　دل میں رکھ لیں جو تری راہ میں کانٹا دیکھیں

آسماں جسکا ہو کانٹوں کا زمیں کانٹوں کی　　یہ فضا جس میں ہو ایسا کوئی صحرا دیکھیں

کم سے کم جسکی نظر دردِ نہاں تک پہنچے　　اس بصیرت کا کوئی دیکھنے والا دیکھیں

تو ہی انصاف سے اے مہرِ درخشاں کہدے　　تجھکو دیکھیں کہ کسی کا رخِ زیبا دیکھیں

کچھ نہ کچھ فرقِ مراتب تو نظر آئے گا　　اگر اس رشکِ مسیحا کو مسیحا دیکھیں

ہم شہیدانِ محبت کو سمجھتا کیا ہے　　زندہ ہو جائیں اگر تیرا اشارا دیکھیں

یوں تو بیمار کی ہیں آخری سانسیں لیکن　　آپ آجائیں تو اب بھی اُسے اچھا دیکھیں

طُور پر حضرتِ موسیٰ بھی ہیں اور ہاشم بھی
کسکی قسمت کا چمکتا ہے ستارا دیکھیں

# انداز وحشی

## جناب جمیل الدین احمد صاحب وحشی اٹاوی

ظلم دیکھیں ترے ظلموں کا تقاضا دیکھیں
کیا تعجب ہے کہ دنیا سے نرالا دیکھیں

یہ تمنا ہے کہ ہم سوئے مدینہ جا کر
ہمہ تن دیدۂ بیں تجھکو سراپا دیکھیں

دلِ وحشی تو نہ مانا ہے نہ مانے گا کبھی
کیا کریں گے وہ ہمارا ہمیں رسوا دیکھیں

# تمکین وقار

## جناب منشی خورشید حسن صاحب وقار ڈبائیوی

حُسنِ فطرت کا نظر بن کے تماشا دیکھیں
ادھر پھول میں رنگِ رخِ زیبا دیکھیں

اب کس انداز پہ ہے زعمِ تمنا دیکھیں
واقعاتِ دلِ غمناک کو دہرا دیکھیں

اتنا اللہ بتا جاؤ ہمیں نزع کے وقت
یا وتم کو کریں یا موت کا رستا دیکھیں

کم نگاہی کی خطا ہیں نہیں یہ کیا ہے وقار
اپنی تصویر نہ دیکھیں ترا نقشا دیکھیں

# ضیائے اختر

## جناب مرزا اکرار حسین صاحب اختر اکبرآبادی ایم اے ایل ایل بی وکیل ایٹہ

دل ہو بیخود تو ہر اک سو تیرا جلوا دیکھیں — سرحدِ ہوش گذر جائے تو دنیا دیکھیں

حُسن کو عشق سے کیا ربط ہے اللہ اللہ — وہیں سجدہ ہو جہاں نقشِ کفِ پا دیکھیں

کی ہر اک نالے نے جمعیّتِ غنچہ رخصت — گل ہے آئینۂ تکمیلِ تمنّا دیکھیں

اُنکے دامن پہ جو ہیں میرے لہو کی چھینٹیں — انکی سرخی میں وہ رودادِ تمنا دیکھیں

کھچکے دم آنکھوں میں بیمار کی آیا چلئے — آپ کیوں عبرتِ انجامِ تمنّا دیکھیں

درسِ حکمت ہے ہر اک نکتۂ تنظیمِ حیات — ہمنے کیا دیکھا ہے کیا دیکھ چکے کیا دیکھیں

ہے جنہیں شکوۂ کوتاہیِ دامانِ وفا — منہ چھپانے کے لئے دامنِ صحرا دیکھیں

حُسنِ مختار عیاں ہو کے بھی روپوش رہے — عشقِ مجبور کو خلوت میں بھی رسوا دیکھیں

اسکے لب دیکھکر اے غنچۂ دامانِ بہار — ہم ترا خندۂ نظارہ کشا کیا دیکھیں

لاکھ اُبھرا کرے تصویرِ تمنّا اختر
نقش برآب ہو جو چیز اُسے کیا دیکھیں



مرزا کرار حسین قزلباش
ایم اے ایل ایل بی وکیل
و سیکریٹری مشاعرہ

# اضطرابِ بسمل

جناب حکیم عبدالعلی خاں صاحب بسمل فرخ آبادی

غیر کو اور مجھے ایک ہی پیمانے میں
دیکھ ساقی کہیں چل جائے نہ میخانے میں

جی نہ کعبہ میں لگے گا نہ صنم خانے میں
رخ بدل وحشتِ دل چل کسی ویرانے میں

اُف یہ جذب ہمہ گیری ترے دیوانے میں
کعبہ تو دیر بھی کھنچ آئے ہیں ویرانے میں

روک ہاتھوں پہ مجھے روک چلا میں ساقی
تیز کتنی تھی تری آنکھ کے پیمانے میں

سچ ہے ساقی کے بڑے نام ہیں دو تین تھوڑے
دیکھئے ٹال دیا ایک ہی پیمانے میں

درد آمیز مرا طرزِ بیاں تھا کتنا
آج تک محو ہے دنیا مرے افسانے میں

میں بھی جی پاس لگائے ہوئے بیٹھا ساقی
ہے مرے نام کی بھی کچھ ترے میخانے میں

کرنہ دے ذکرِ تمنا کہیں برہم ان کو
ہے یہ وہ لفظ کھٹکتا ہے جو افسانے میں

ہنس کے صحرا کے بگولوں سے لپٹ جاتا ہے
اب تو یہ رنگ جنوں ہے ترے دیوانے میں

رات جب بھیگ کے ہو جاتی ہے بھاری بسمل
بانسری غم کی بجاتا ہوں میں ویرانے میں

# جذبات بیباک

جناب سید حسین احمد صاحب بیباک شاہجہانپوری تلمیذ حضرت داغ مرحوم

اب شبِ غم کا گذر ہے مرے کاشانے میں — دل ہے مصروف تری زلف کے سلجھانے میں

سب یہ کہتے ہیں ہمیں عذر نہیں آنے میں — ہیچ کیا وعدۂ فردا پہ قسم کھانے میں

مر کے اُس کوچہ سے جنت میں بھی جانا ہوگا — چاہیئے رہنے کی عادت مجھے ویرانے میں

عشق ہی حالتِ ناکامیِ دل کیا کہیئے — اب تو لذت بھی نہیں خونِ جگر کھانے میں

بجھ گیا دل جو محبت میں تو مر جاؤنگا — کام ہے دمِ نفس اس آگ کے بھڑکانے میں

خوب ہی ڈوب کے تاثیر میں کہنا قاصد — ہو جہاں حرفِ تمنا مرے افسانے میں

کیوں یہ تمہیدِ قیامت ہے کہ ہر اک نالۂ دل — آج کیا حشر اٹھیگا مرے غمخانے میں

اس کے پردے سے ہے یہ عالمِ اسباب خراب — رند تو جمع ہیں ساقی نہیں میخانے میں

واہ وا اے نگہِ مست ترا کیا کہنا — آگیا بادۂ گلگوں مرے پیمانے میں

اور کھٹکے نہ ابھی خارِ تمنا کچھ دیر — دل ہے مصروف محبت کی سزا پانے میں

اس ادا سے کوئی کسطرح بچائے دل کو — بیحجابی کا بھی انداز ہے شرمانے میں

ہو بھی جا عرض وفا پر دل ناداں خاموش | بات بڑھ جائے نہ اس بات کے دہرانے میں

دل ہر بیباک نے حب علیؓ سے معمور
عمر گذری ہے ہماری اسی میخانے میں

## حذب تولاؔ

### جناب تولا حسین صاحب تولاؔ بدایونی

چھپ کے کہتا ہے انا الحق کوئی میخانے میں | روح منصور ہے بوتل میں کہ پیمانے میں
کس نے چھڑکا ہے لہو دل کا صنم خانے میں | سرخیاں خون کی ہیں حسن کے افسانے میں
ترک ہستی کی نگاہوں میں ہے بس ایک شبیہ | غیر کو غیر نظر آتا ہے بتخانے میں
خواب تخلیق جنوں خاک میں ملنا تعبیر | کھینچ لائی مری مٹی مجھے ویرانے میں
دل مردہ سے محبت نے مسیحائی کی | پھونک دی روح جنوں کی تری دیوانے میں
مجھ سے پوچھے نہ حرم وجہ سجود بے قید | راز کی بات کہا کرتا ہوں میخانے میں
بے نیازی کی ادا بیخبری کی عادت | پینے والوں میں ہے یا آپکے دیوانے میں
شاد آباد رہیں دل کے جلانیوالے | بھر دیا درد مری زیست کے افسانے میں

شعلۂ طور ہے اس آڑ میں یا شمع کی آگ — نہیں پروانہ کوئی اور ہے پروانے میں
لیجیے آئی منانے کیلئے دل کی دعا — بیٹھے اٹھ کے کعبہ میں نہ بتخانے میں
نہیں اے شیخ کم و بیش ثواب و گناہ — توبہ کر لیتا ہوں ہر گھونٹ پہ پیمانے میں
داستانِ ازل و خلق ہے جیسے مشہور — میرا قصہ مری تصویر ہے ہر افسانے میں

اختیار ہوسِ بادہ تو لا معلوم
جبر ہی جبر ہے تخلیق کے میخانے میں

# لخت ہائے جگر

## حضرت جگر مرادآبادی

جو نہ کعبہ میں ہے محدود نہ بتخانے میں — ہائے وہ ادراک اجڑے ہوئے کاشانے میں
ملتی ہے عمرِ ابد عشق کے میخانے میں — اے اجل تو بھی سما جا مرے پیمانے میں
ہم کہیں آتے ہیں واعظ تری بہکانے میں — اسی میخانہ کی مٹی اسی میخانے میں
ہم جو مے نے ترا اے شیخ بھرم کھول دیا — تو تو مسجد میں ہے نیت تری میخانے میں
خم کے خم پی کے بھی نیت نہیں بھرتی ساقی — اب تو میخانہ الٹ دے مرے پیمانے میں

آپ دیکھیں تو سہی ربط محبت کیا ہے — اپنا افسانہ ملا کر مرے افسانے ہیں

حرم و دیر میں رندوں کا ٹھکانا ہی نہ تھا — وہ تو یہ کہیے اماں مل گئی میخانے میں

کر دیا آج تو ساقی نے مجھے مستِ الست — ڈال کر خاص نگاہیں مرے پیمانے میں

عظمتِ مسجد و محراب مسلّم زاہد — لیکن انسان بنا کرتے ہیں میخانے میں

ہم سے پوچھو تو حقیقت میں وہ کافر ہی نہیں — جس نے کعبہ کو بھی پایا نہ صنم خانے میں

بام پر آ کے اٹھا دو رخِ تاباں سے نقاب — اک اضافہ ہی سہی طور کے افسانے میں

مشورے ہوتے ہیں جو شیخ و برہمن میں جگر

رند سُن لیتے ہیں بیٹھے ہوئے میخانے میں

## مقالاتِ حفیظ

### جناب حفیظ الرحمٰن صاحب حفیظ مجیبی فرخ آبادی

مے وہ مے جو نہیں ملتی کسی میخانے میں — ڈال دے ڈال دے ساقی مرے پیمانے میں

جانِ جاں تو ہی نہاں کون سے کاشانے میں — کعبہ میں جائیں کلیسا میں کہ بتخانے میں

آمد آمد ہے یہ کس رند کی میخانے میں — مے پُر جوش ساقی نہیں پیمانے میں

قصہ گو یہ تو بتا کیسے سنایا اُن کو کس کا افسانہ ملایا مرے افسانے میں
گردشِ چشم نے ساقی کی کیا تھا مدہوش جھک گئی بزم کی بزم ایک ہی پیمانے میں
اور اک تھوڑی سی ساقی مرے ساقی دیدے ابھی گنجائشِ میخانہ ہے پیمانے میں
دین و دنیا سے تعلق نہیں باقی ساقی جب سے بیٹھے ہیں ہم آکر ترے میخانے میں
مدبھری آنکھوں میں جو تو نے چھپا رکھی ہے ساقیا تھوڑی سی وہ بھی مرے پیمانے میں
جل گیا خاک ہوا خاک بھی پامال ہوئی پھر بھی ہے روحِ محبت وہی پروانے میں
ترکِ میخانہ کو مدت ہوئی لیکن اب تک دل ہے شیشہ میں مرا آنکھ ہے پیمانے میں
کو اُدھر کانپی ادھر ذرہ ہر اک کانپ اُٹھا خاک ہو کر بھی یہ احساس ہے پروانے میں

گردشِ جام سے ظاہر ہے ہماری گردش
دل حفیظ اپنا ہے ساغر نہیں میخانے میں

## ضیافتِ خلیل

### جناب سید خلیل احمد صاحب خلیلؔ لکھنوی

وہ تجلی ہے نہ کعبہ میں نہ بتخانے میں دیکھتی ہیں جسے نظریں مرے ویرانے میں

کیف ہی جام وصراحی میں نہ پیمانے میں — کچھ نہیں جب مرا ساقی نہیں میخانے میں

روح سی دوڑ گئی پھول میں پیمانے میں — آئے ہو تم کہ بہار آئی ہے میخانے میں

اور ہی رنگ اثر ہی مرے افسانے میں — یونتو بلبل میں تڑپ ہے نہ ہی پروانے میں

دو گھڑی کو بھی تری یاد سے غافل نہ رہا — جان باقی رہی جبتک ترے دیوانے میں

آئیں آنا ہی اگر ان کو عیادت کے لئے — آج کچھ دیر نہیں ہے مرے مر جانے میں

ہو زمانہ میں جو ہوتا ہے پریشان کوئی — آپ مصروف رہیں زلف کے سلجھانے میں

گوشہ گوشہ ہی یہاں سجدہ گہ اہلِ نیاز — سینکڑوں کعبے نظر آتے ہیں بتخانے میں

جو سُنے گا دلِ شیدا وہ تڑپ جائیگا — درد ہی درد بھرا ہے ترے افسانے میں

یوں اُلجھتا ہی شبِ غم ترے بیمار کا دم — جسطرح زلف اُلجھتی ہی تری شانے میں

بت اُٹھے سجدہ جھکیں ناز ہو پابندِ نیاز — کوئی رکھدے تری تصویر صنمخانے میں

اپنے ہاتھوں سے پلا دے مرا ساقی جو خلیلؔ
جھوم اُٹھے شیخِ حرم ایک ہی پیمانے میں

## روداد زاہد

### جناب افتخار احمد صاحب زاہد لکھنوی

بھر کے مے رکھی ہو ساقی نے جو پیمانے میں
آفتاب ایسا نکل آیا ہے میخانے میں

کاش جانے دیں یہ جلاد نگہبان مجھ کو
دل ذرا دیر بہل جائیگا ویرانے میں

نہ ہوئی شمع کے شعلہ کو بھی وہ بات نصیب
جو تڑپ ہوتی ہے جلتے ہوئے پروانے میں

لاکھ بہلاتا ہوں بستی میں بہلتا نہیں دل
پھر کوئی کھینچے لئے جاتا ہے ویرانے میں

تیری توبہ سے تو توبہ ہی بھلی اے زاہد
دیکھ پھر غرق ہوئی جاتی ہے پیمانے میں

## طپش سیماب

### حضرت مولانا سیماب اکبر آبادی

صورتیں مست ہیں معنی کی طرف جانے میں
اب اذاں دو کہ ہم آتے ہیں صنمخانے میں

شاد و ناشاد گذاری اسی غم خانے میں
کوئی تو راز تھا مر مر کے جئے جانے میں

منزل عشق ہے بے جادہ و بے نقش قدم
اب ہشیار ہیں جرأت ہے، نہ دیوانے میں

بارشِ گریۂ پیہم سے ہی صحرا شاداب | میرے آنے سے بہار آئی ہی ویرانے میں
لگتی رہتی ہی ہوائے نفسِ گرم سے آگ | ہوتے رہتے ہیں اضافے مری ویرانے میں
قوت و بوالعجبی ذہنِ پرستش کی نہ پوچھ | یعنی اک بت ہے خدا بھی مرے بتخانے میں

جاگ اٹھی کیفیتِ سوزِ محبت سیماب
صبح سے جان پڑی شام کے پروانے میں

## کلامِ شفیق

## جناب شفیق صاحب صدیقی ایڈیٹر طارق جونپوری

عمر گذری حرم و طور کے افسانے میں | کیا خبر تھی کہ تمہیں تم ہو صنم خانے میں
بزم سے پیرِ مغاں اٹھکے چلا ساقی بھی | آج سے پھر نہ بہار آئیگی میخانے میں
دن مرادوں کے ہیں راتیں ہیں تمناؤں کی | رقص کرتی ہی عروسی ترے کاشانے میں
انقلابات ہیں دلچسپیِ عالم کا سبب | اک نئی بات ہی دنیا کے ہر افسانے میں
دن گذرتا ہی طوافِ درِ جاناں کرتے | رات کٹتی ہی دلِ زار کے بہلانے میں
جس جگہ بیٹھ گیا سب کو رُلا کر اٹھا | کس قیامت کی تڑپ ہے ترے دیوانے میں

پوچھتا تھا بڑی حسرت سے گرفتارِ قفس کتنے دن آج سے باقی ہیں بہار آنے میں

آخری دید کی حسرت رہی جاتی ہے شفیق

ہائے ظالم کو بڑی دیر لگی آنے میں

## ترنّماتِ فضا

### جناب فضا احمد صاحب فضاؔ بجنوری

کیوں نہ ہم تیری ہی در پر ترا جلوا دیکھیں جنہیں کعبہ سے عقیدت ہو وہ کعبا دیکھیں

شاید اس وقت بھی موجود ہو وہ برقِ جمال ایکدن طور پہ آ ذوقِ طلب جا دیکھیں

کثرتِ جلوہ کا اندازہ تو کچھ ہو جائے آج دامن نگہِ شوق کا پھیلا دیکھیں

نہیں منزل کا پتہ اور چلے جاتے ہیں کیا دکھائے روشِ جوشِ تمنّا دیکھیں

داستانِ غمِ شب ہم خود ہی نہ کیوں ختم کریں صبح تک کیوں ملک الموت کا رستا دیکھیں

یہ کرشمہ دلِ بیتاب دکھا دے مجھکو وہ مجھے اپنے تصوّر میں تڑپتا دیکھیں

ذوقِ نظارہ میں ہر لحظہ اضافہ ہے فضاؔ کیا دکھاتی ہے ہمیں چشمِ تماشا دیکھیں

# لقمۂ لذیذ بعد از طعام

آپ حضرات کو معلوم ہی کہ شاعری کے ہر دور میں کچھ ہستیاں ایسی پائی جاتی ہیں جنکے زائیدہ ہائے دماغ تفنن و تفریح کا باعث ہوتے ہیں۔ سید انشا کے مطائبات، جرکین اور رنگین کے مسخرفات، جعفر زٹلی اور سفلی کے لطائف ہماری تاریخ ادب کا جزو لطیف بنے ہوئے ہیں۔ بڑی مسرت ہی کہ ہمارا ضلع بھی اس قسم کی معزز و مفرح ہستیوں سے خالی نہیں ہی۔ ذیل کی دو غزلیں ان کے لذیذ و قہقہہ انگیز کلام کا نمونہ ہیں۔ ناظرین پڑھیں اور رقص کریں۔

سید نثار حیدر زیدی نائب صدر

## مشفق۔ جناب رام دیال صاحب دوبے اٹوی

ہمہ تن دیدہ بنیں تجھ کو سراپا دیکھیں ‏ پا بیچ رہیں چلنے کو کہ ہر جا دیکھیں

تیری صنعت جو ہی دنیا میں نمایاں ہر سو ‏ اولاً اس کو ہی وہ خوب سراپا دیکھیں

پردۂ راز کے اندر جو ہی قدرت پنہاں ‏ جس سے دنیا کا وجود ہی وہ سراپا دیکھیں

حُسن بے مثل جو پایا کے ہے ہمراہ سراسر ‏ دو ہی آنکھوں سے وہ کافی ہی سراپا دیکھیں

بولے قدرت کا ترے خوب وہ احوال سراسر — جس سے خلقت کی ہو خواہش کہ سراپا دیکھیں

راز افشاں کا جو خطرہ ہو زباں کر دو میری بنا — صرف آنکھیں ہی زہے جس نے سراپا دیکھیں

مشفق پہ عنایت جو ہو بے ظرف نہیں ہو

چشم دل مانگے ہیں باطن سے سراپا دیکھیں

## جناب منشی عنایت اللہ خاں صاحب عنایت مختار اٹاوی

نصیب حج ہو تو عرفات نظارا دیکھیں — طواف کعبہ کریں خانہ خدا کا دیکھیں

مدینہ جائیں درِ پاک مصطفیٰ کا دیکھیں — پڑے ہیں در وہ دکو غل صلِ علیٰ کا دیکھیں

نجف کو جا کے پھریں دشت کربلا کا دیکھیں — مزار اقدس سیدِ شہدا کا دیکھیں

ہے بزم حسن سجی نور کی قندیلوں سے — اب اُن کا نام خدا حسنِ دل آرا دیکھیں

کمر عدم ہے دہن نقطہ بلا تقسیم — جمال اُن کا تصور کے سوا کیا دیکھیں

اُٹھے نہ کشتہ جو عیسیٰ کی صدائے قم سے

متحیر ہیں کہ وہ کہتے ہیں اب کیا دیکھیں

# نورِ ازل

## جناب راحت اللہ خاں صاحب ازلؔ شاہجہانپوری

رات دن دور میں رہتے ہیں اُسے ہر سروکار
گردشیں ہیں میری تقدیر کی پیمانے میں

جانتا ہوں مئے خوشرنگ کا صرف آتنا مزہ
تلخ سی تیز سی ایک چیز ہے پیمانے میں

اس کا جلنا بھی نہیں مصلحتوں سے خالی
شمع کی روح سمٹ آئی ہے پروانے میں

وصل میں تذکرۂ ہجر سے حاصل کیا ہے
فائدہ کیا ہے اب اس بات کے دہرانے میں

دیکھ ساقی نگہِ چشمِ کرم سے مجھ کو
دے مئے صاف مگر پھول کے پیمانے میں

کر گئی کام تیری مست نگاہی ساقی
خم کی خم میں رہی پیمانے کی پیمانے میں

وصل کی شب یہ بلا ٹل نہ سکی سر سے ازلؔ
زلف الجھی تھی تو الجھی ہی رہی پیمانے میں

# نظمِ انجم

## جناب انجمؔ اکبر آبادی

عشق عنوان ہے ناکاموں کے افسانے میں
زندگی اہلِ محبت کی ہے مٹ جانے میں

میں نے تخلیقِ دو عالم کا سبب سمجھا ہے　　آپکا نام ہے کونین کے افسانے میں
شادی و غم سے الگ راہ نہ نکلی کوئی　　موت کا ذکر بھی ہے زیست کے افسانے میں
بھیس بدلے ہیں یہ تو نے کہ ترے جلووں نے　　میں نے دیکھا تجھے کعبہ میں صنمخانے میں
قیس کا نام ابھی باقی ہے اور قیس نہیں　　بات ہوتی تو ہے کچھ عشق کے دیوانے میں
غیر کے ہاتھ سے محفل میں مجھے جام ملا　　فرق ہوتا ہے یہی اپنے میں بیگانے میں
دل کے ذرات بکھرتے ہیں سکوں جاتا ہے　　حادثے ہوتے ہیں کیا آنکھ کے لڑجانے میں
دل کے سب زخم ہرے ہوگئے رونا یہ ہے　　بات تو کچھ نہیں گلشن سے چلے جانے میں
شیخ کے پینے نہ پینے کو خدا ہی جانے　　ہم تو بیٹھا ہوا چھوڑ آئے ہیں میخانے میں
زہر نوشی پہ مری ہجر میں الزام ہے کیوں　　حلم کی شان بھی تھی آپکے فرمانے میں
موت کا ذکر کہیں پر ہے کہیں آپکا نام　　کوئی ترتیب نہیں ہے مرے افسانے میں
سر مرا سجدے کی حد سے کبھی آگے نہ بڑھا　　کچھ اضافہ نہ ہوا عشق کے افسانے میں

عشق نے حسن کو رنگین بنایا انجم
پہلے رنگینیاں ایسی نہ تھیں افسانے میں



جناب محمود علیخاں صاحب شیروانی رئیس دتاولی
و چیرمین بینچ آنریری مجسٹریٹ کاسگنج و
مہتمم مہمان خانہ مشاعرہ